

سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو ممبئی

مخزن شعراء تذکرہ شعراء گجرات

مؤلف

قاسمی نور الدین حسین خان صنوی فائق حرم
مرتبہ

مولوی عبدالحق صاحب بی اے (ایک) معتمد اعزازی

انجمن ترقی اردو، اوپننگ آباد کراچی

مطبوعہ جامعہ اسلامیہ

۱۹۳۳ء

Cat
Acc No 506 Price
held

فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۷	انجم۔	۸	مقدمہ نوشتہ مولوی عبدالرحمن صاحب بی۔ اے
۲۸	احسان۔	۱	تقریظ نوشتہ میر کمال الدین حسین کامل۔
۳۳۲۹	باب الباء	۸	دہماچہ مؤلف۔
۲۹	ماقر۔	۲۸	باب الالف۔
۳۰	بانی۔	۱۱	احس۔
۳۱	بجس۔	۱۴	احسان۔
۳۲	بسم۔	۱۶	احمد سید احمد
۳۳	بریاں۔	۲۰	احمد احمد اللہ
۳۴	بلغ۔	۲۱	احمد سید احمد ماس
۳۵	بہادر نختومیان۔	۲۲	احلام۔
۳۶	بہادر شیخومیان۔	۲۳	احقر۔
۳۷	بیناب۔	۲۴	اختر۔
۳۸	بیہوش۔	۲۵	احقر۔
۳۹	باب التاء	۲۶	انظر۔
۴۰	تجدد۔	۲۷	اضعف۔
۴۱	تبسم۔	۲۸	امروہ۔
۴۲	نسکب۔	۲۹	امیر۔

قواعد و ضوابط انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

- (۱) سرپرست ہوں گے حویلیچ ہزار روپے ایک مہشت یا اسور ویسے سالانہ ان کو عطافزائیں
(ان کو تمام مطبوعات انجمن ملائمت اعلیٰ قسم کی حلد کے ساتھ من کی حائس گی)
(۲) معادل وہ ہونگے حواک ہزار روپے کیٹ ماسالانہ سور ویسے عطافزائیں گے (ان کی تمام مطبوعات
ان کو ملائمت دی جائیں گی۔

(۳) رکن مدامی وہ ہونگے جو ڈھائی سو روپے کیٹ مطافزائیں گے ان کو تمام مطبوعات انجمن مجلد نصبت
قیمت پر دیا جائے گی

(۴) رکن معمولی انجمن کے مطبوعات کے مستقل حریدار ہوں گے جو اس ماب کی اعانت دینگے کہ
ان کی مطبوعات طبع ہوتے ہی عمر دریافت کئے مذرعتہ قیمت طلب یا رسل ان کی خدمت
میں بھیج دی جائیں (ان صاحبوں کو تمام مطبوعات پچیس فیصدی قیمت کم کر کے دیا جائے گی)
مطبوعات میں انجمن کے رسالے بھی تال ہیں۔

(۵) انجمن کی خاص (کتب خانے) وہ ہیں جو انجمن کو کیٹ سوا سو روپیہ یا بارہ روپے سالانہ دیا
(انجمن ان کو اسی مطبوعات نصف قیمت پر دیگی)

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن

ایسے اُن ممبران معادلین کی ایک فہرست مرتب کر رہی ہے جو اس بات کی عام اعانت ہیں کہ
آئندہ جو کتاب انجمن سے شائع ہو وہ غیر رسد و دارہ دریافت کئے تار ہوتے ہی ان کی خدمت میں مدرویہ دی
روانہ کر دیا جائے، اصحاب انجمن کے رکن ہونگے ان کے اسمائے گرامی اس فہرست میں درج کئے جائیں گے
اور انجمن سے جوئی کتاب شائع ہوگی فوراً عمر دریافت کئے روانہ کر دیا جائے گا۔

ہمیں امید ہو کہ ہمارے وہ معادلین حواڈو کی ترقی کے دل سے ہی خواہ ہیں اس اعانت کے لیے میں بیع رہنا
ان معادلین کی خدمت میں کل تقاب میں جو آئندہ شائع ہونگی وقتاً فوقتاً جو محتاجی قیمت کم کر کے روانہ ہوگی
انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۵ تا ۸۰	باب الفاء	۷۳	صاحب -
۸۱	فاصل	۷۴	صوفی -
۸۳	فائق -	۷۵	باب الضاء -
۸۴	فدا	۷۶	صاحب -
۸۵ تا ۸۰	فرحت اس بات خاں -	۷۷	باب الطاء
۸۱	فرحت -	۷۸	طالب محمود بیگ
۸۲	فضل -	۷۹	طالب علی اللہ
۸۳	فقیہ -	۸۰	باب الظاء
۸۴	فہم -	۸۱	ظفر -
۸۵ تا ۸۰	باب القاف	۸۲ تا ۷۹	باب العین -
۸۱	قطب -	۸۳	عابد
۸۲	قطبی -	۸۴	عماس -
۸۵ تا ۸۰	باب الکاف	۸۵	سبی -
۸۱	کاظم -	۸۶	عزیز -
۸۲	کامل سید منصور	۸۷	عرفی -
۸۳	کمال الدین جہن	۸۸	علوی -
۸۴	کریم	۸۹ تا ۸۰	باب الغین -
۸۵	کمر	۹۰	غالب -
۸۶	باب اللام	۹۱	عکس -
۸۷	لطف -	۹۲	غنی

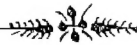
صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۴۱	ذاکر-	۳۵	باب الثناء
۴۲ تا ۴۳	باب الزائر-	"	ثناء-
۴۳	رحمت-	۳۶-۳۵	باب الحجیم
"	رسوا-	۳۵	جولان-
"	رفع-	۳۶	خوش-
"	رکھو	۳۸ تا ۳۶	باب الحیا
۴۳	باب الزائر	۳۶	حاد-
"	زبرک-	"	حجاب-
۴۳ تا ۴۴	باب السمین	۳۷	حرب-
۴۳	سلبی-	"	حس-
"	سبحو-	۳۸ تا ۳۹	باب النجا
۴۴ تا ۴۵	باب الشین-	۳۸	حلیق-
۴۲	شایق-	"	خوشتتر برہاں الدین
۴۶	شرر-	۳۹	خوشتتر سید فادر مہاں
"	شرفو-	"	خوشتتر-
"	شعلہ	۴۰ تا ۴۱	باب الدال
۴۷	شوف-	۴۰	دلکش-
۵۱	شیدا-	"	دلبر-
۷۳	شمس-	"	درویش-
"	باب الصاد	۴۱	باب الذال

مقدمہ

سر محمد اقبال کہہ کر یہ کہ اردو میں شعر مارل ہی نہیں ہوتے، مگر یہ معلوم اس میں کیا کنش ہے کہ آج ہمیں صدیوں پہلے سے اس کی فرمانروائی بحال، دو آئے، بہار اور بنگالے ہی پر ہیں گجرات اور دکن تک پہنچ گئی تھی۔ اس تبدیلی کے فاضل تقریظ نگار نے صحیح لکھا ہے کہ اس وقت جتنے شعراء مسلم ہیں وہ سب ہندی (اردو) کی طرف متاثر ہیں اور فارسی عربی کی اب وہ گرم بازاری نہیں رہی ہے۔ اپنی زبان چھوڑ کر دوسروں کی زبان میں لکھنا کوہِ اہلِ رماں کا منہ چڑانا ہے۔ کسی کو کیا پڑی ہے کہ جوں جگر کھاتے اور ”بدگفتہ“ کی خمیں سے۔ یہ تو وہی مثل ہوتی کہ مرعی اپنی حیاں سے گئی اور کھانے والے کو مزہ نہ آیا۔ بات یہ ہے کہ اردو میں ہندی کی بھی شان ہے اور فارسی کی بھی اور بہت بڑی وجہ اس کی عام مقبولیت کی ہے۔ اور سوانوں کی ایک بات یہ ہے کہ اپنی زبان سے۔ ہر رماں پر ہزار قدرت ہو اپنی رماں کی سی بات، ہیں آئی۔ ہینہ غیروں کا محتاج رہا یہاں تک کہ بولی میں بھی، بھراں کا سا لہجہ سانا، انھیں کے لفظوں میں سوچنا، انھیں کی طرح خیال ادا کرنا، لقالی اور لے تھی تو ہی بے خبرتی تھی ہے۔ نقالی آخر نقالی ہے اور حدت کی دتیں یہی وجہ ہے کہ فارسی میں سناعی (یا اردو میں اس کی نقل) کرنے کرتے حدت کھو بیٹھے۔ کچھ عرصے سے اردو میں بنارنگ اور نئی سکت پیدا ہو گئی ہے، اور اب انشاء اللہ الہام بھی اسی میں ہو کرے گا، اور کو مشن کرنے پر بھی غیر زماں میں نہیں ہوگا۔

خطہ گجرات اپنی خصوصیات کی وجہ سے ہندوستان کے صولوں میں ممتاز جنت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۸	مادر	۹۵	لطیف -
"	نخف حان آفا -	۱۰۷ تا ۱۰۸	باب المیم -
"	بحف محمد تنفیج -	"	ماکل -
۱۰۹	نصیری	۹۷	مجدوح -
۱۱۶ تا ۱۰۹	باب الواو	"	مخلص -
"	وحشت -	۹۸	محب -
۱۱۰	وحید -	"	مسیح -
"	ولی -	"	مرہوں -
۱۱۶	باب الہا -	۹۹	مشتاق محمد حسین -
"	ہمرگ -	"	مشتاق حکم الدین -
"	باب الیا	۱۰۲	ملا محمد الدین -
"	یعقوب -	"	مفتون -
۱۱۶	حاتمہ -	۱۰۲	میسر -
"	قطعات {	"	منظور -
۱۱۷	تاریخ - {	۱۰۷ تا ۱۰۸	باب التون -
۱۲۰ تا ۱۱۹	خط مرزا غالب	"	مادان -



ابتداء سے رہا ہے اور وہاں کے امرا اور علما کے علاوہ ہزار ہا لشکری اور ضارع وغیرہ
 گجرات میں آکر آباد ہو گئے۔ اور گجرات سلطنت دہلی کا بہت ممتاز صوبہ ہو گیا۔ احمد آباد
 سورت اور پیش کے نام ایسے ہی مشہور و معروف ہو گئے جیسے دلی، آگرہ اور الہ آباد
 وغیرہ کے اس کا انروہاں کی معاشرت پر طرح طرح سے پڑا، خاص کر وہاں کی زبان کے
 حوصلہ کرکچ کی کچھ ہو گئی۔ بہ مات قابل نور ہے کہ دلی کی حکومت یا اہل دہلی نے
 جس جس خطے میں قدم رکھا خواہ وہ خاص ہو یا گجرات، دکن کے صوبے ہوں یا
 مدراس وہاں انھوں نے زبان برابنا نقش ضرور چھوڑا ہے اور وہ نقش البسا
 گہرا ہے کہ اب تک اجاگر نظر آتا ہے۔ اس بارے میں اہل اللہ اور صوفیا کو ہمیں بھولنا
 چاہیے، اُن کے نام اس فہرست میں سب سے پہلے آتے ہیں۔ ان کی یہ خدمت دینی
 خدمت سے کچھ کم نہیں ہے۔ گجرات میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ان نزرگوں نے اپنی تعلیم
 و تلقین کے لیے اُس زمانے سے کام لیا ہے جو عوام میں بولی یا سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ
 حضرت قطب عالم (ولادت ۶۸۵ھ وفات ۷۲۵ھ) و حضرت شاہ عالم (ولادت
 ۷۸۵ھ وفات ۸۵۵ھ) شیخ بہار الدین باجن (وفات ۸۵۵ھ) و سلطان شاہ
 غرانی (وفات ۸۵۵ھ) کے اقوال جو ہمدی اور ہندی آمیز اردو میں ہیں اب تک
 موجود ہیں۔ اس کے علاوہ شاہ علی جوگام دہنی (وفات ۸۵۵ھ) کا بورا دیوان
 موسوم بہ نواہر الاسرار ہمدی زبان یعنی قدیم ہندی آمیز اردو میں اب بھی پایا جاتا ہے
 اور مہاں خوب محمد جینی (وفات ۸۵۵ھ) کی کتاب خوب تر تک قدیم گجراتی اردو
 میں ہے۔ یہ حضرات ابھی زبان کو ہندی و عجمی آمیز گجراتی کہہ نہ سکے۔ جس کے معنی قدیم
 گجراتی اردو کے ہیں۔ اسی طرح شاہ وجہ الدین سلونی (وفات ۸۵۵ھ) اور اس کے
 بھتیجے سید شاہ ہاسنم علوی (وفات ۸۵۵ھ) کے اقوال بھی اسی زبان میں اُن کے
 مخطوطات میں پائے جاتے ہیں۔ ابن گجراتی یہ یوسف زلیحہ مسند اللہ میں لکھی۔

رکھتا ہے۔ مسلمان سیاحوں اور شاعروں نے اس کی آہ و ہوا، حس و نراکت، اور
 صنعت و حرمت کی بجز تعریف کی ہے۔ مسلمانوں کا تعلق اس خطے سے اُس وقت سے
 ہے جب سلطان محمود غزنوی سومنات کے ارادے سے ملتان ہوتا ہوا بہرہ و الٹین کی
 نواح میں پہنچا۔ راجا مقابلے کی تاب نہ لاکر فرار ہو گیا۔ یٹن سلطان کے فہم میں آ گیا
 یہاں سے سامانِ رسد کا انتظام کر کے سومنات کی طرف روانہ ہوا۔ قطب الدین ایبک
 نے بھی ایک حملہ بہرہ و الہ (گجرات) پر کیا تھا۔ لیکن اصل تعلق گجرات کا سلطنت دہلی سے
 علاؤ الدین خلجی کے عہد میں ہوا۔ سلطان نے لغخاں (یا البھا) کی سرکردگی میں
 ایک لشکر فرخ گجرات کے لئے بھیجا (۱۲۹۷ء) گجرات فتح ہو گیا، اور اس وقت سے
 اس خطے پر سلطنت دہلی کی طرف سے ناظم رہنے لگا۔ یہ سلسلہ محمد شاہ بن فرور شاہ (وفات
 ۱۳۹۷ء) کے عہد تک جاری رہا۔ اس وقت سلطنت دہلی کی غالب مندر لہلہ ہو رہی تھی
 بادشاہ نے رعایا کے گجرات کی دربار جو ناظم راسی خاں کے مظالم سے تنگ آ گئی تھی
 ظفر خاں مخاطب بہ اعظم بہاؤ بن وجہ الملک کو ناظم کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔
 ظفر خاں مظفر و مصور ہوا اور راستی خاں مارا گیا (۱۳۹۷ء)۔ ابھی یہ گجرات کی انتظامی
 حالت درست ہی کر رہا تھا کہ بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔ سلطنت پہلے ہی سے ضعیف
 ہو رہی تھی کہ اسی اثناء میں امیر تیمور نازل ہوئے، یہی سہی حالت اور بگڑ گئی، اور
 تمام ملک میں پریشانی پھیل گئی۔ ظفر خاں جو گجرات میں ناظم کی تنبیہ کے لئے آیا تھا
 مظفر شاہ کے نام سے خود مختار بن بیٹھا (۱۴۰۷ء) اور گجرات میں شاہی خاندان کا
 بانی ہوا۔ اس خاندان نے ۱۴۰۷ء تک شان و شوکت سے حکومت کی۔ اس کے بعد
 یہ خطہ اکبر بادشاہ کے عہد میں ممالکِ محروسہ ہندوستان سے ملحق ہو گیا۔ اور سلطنت
 دہلی کی طرف سے صوبہ دار رہنے لگا۔
 اس مختصر تاریخی خاکہ سے ظاہر ہے کہ گجرات کا تعلق دہلی کی اسلامی حکومت سے

اسے اورنگ آباد کا لکھا ہے۔ یہ نہیں کھلا کہ اُس کی اس اطلاع کا ماخذ کیا ہے۔ ممکن ہے کہ عزالت کے بیاض میں (حسن سے مبر صاحب لے استفادہ کیا ہے) اس کا کچھ اشارہ ہو یا اُس کی زبانی معلوم ہوا ہو۔ شفیق اورنگ آباد لے ٹرے نندو سے ولی کو اورنگ آبادی لکھا ہے۔ اور گجرات کی نسبت کو غلط محض بتایا ہے۔ لیکن خواجہ خاں حمید اورنگ آبادی (معاصر مبر صاحب) اسے تذکرہ گلشن گفتار میں اُسے گجرات ہی کا بتاتے ہیں۔ قائم نے اسے تذکرہ مخزن نکات میں اس کا مولد گجرات لکھا ہے۔ تذکرہ گلزار اسراہم میں بھی اُسے گجرات ہی سے منسوب کیا ہے۔ گروہری نے ”در دکن چہرہ ہستی اور حجتہ“ لکھ کر چھوڑ دیا ہے کسی مقام کی تخصیص نہیں کی۔ سرور اور قائم نے اسے مسند دکن اور شوق لے اورنگ آبادی لکھا ہے۔ آزاد نے بھی اس کا وطن گجرات قرار دیا ہے۔ یہ اختلاف اب تک مدت سے جلا آ رہا ہے اور اس وقت اس کا قطعی فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ جو لوگ ولی کو دکن (اورنگ آباد) کا کہتے ہیں وہ اُس کا یہ شعر سندس پیش کرتے ہیں۔

وکی ایراں و تو راں میں ہے مشہور اگر یہ شاعر ملک دکن ہے
ایک دوسرے شعر میں دکنی زبان کا ذکر بوں کیا ہے۔

دکنی رباں میں شعر سب لوگاں کہیں ہیں اسے ولی

لیکن ہمیں بولا ہے کوئی اک شعر خوش تریں منط

لیکن اس تذکرے کے مؤلف کی رائے میں ”ملک دکن“ سے وہ خاص خطہ مراد ہیں ہے جو گجرات سے الگ و بدل کے جنوب میں واقع ہے۔ تاجی اور جفرانی نظر سے یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ فارسی ناریکوں میں گجرات اور دکن، گجراتی اور دکنی دو الگ الگ خطے رہا باشندے ہیں۔ لیکن عام طور پر بعض اوقات دکن کا اطلاق اُس تمام خطے پر بھی کیا جاتا ہے جس میں گجرات بھی شامل ہے۔ اس کی سند تذکرہ

اگرچہ وہ اپنی زبان کو گوجری یا گجراتی کہتا ہے لیکن خالص یُرائی اُردو میں ہے البتہ کہیں کہیں گجراتی لفظ بھی آجاتے ہیں۔

زبان کی اس اجمالی کیفیت سے ظاہر ہے کہ اُردو کی ابتدائی نشوونما دکن کی طرح گجرات میں بھی بہت پہلے سے شروع ہو گئی تھی۔ بہ مقام اس مضمون کی مفصل بحث کا نہیں ہے لیکن سرسری ذکر واد پر کیا گیا ہے اس لیے ضروری خیال کیا گیا کہ قابل مولف تذکرہ نے اس کا مطلق ذکر نہیں کیا۔ کیا اچھا ہوتا کہ وہ قدیم گجراتی اُردو کے شعرا کے حالات بھی اس تذکرے میں شریک کر دیتے۔ مولف نے اس بارے میں یہاں تک احتیاط کی ہے کہ اگر کسی شاعر کے کلام میں کچھ اسعار پرانی زبان کے آگئے ہیں تو دانستہ ان کے انتخاب سے پہلو نہی کی ہے۔ جیسا کہ ملاحظہ ہو تذکرہ ششاج میں وہ لکھتے ہیں کہ ”محاورہ اس با محاورۃ حال فرمے دارد۔ انا میں یک دو شعر کہ موافق محاورۃ حدید اہل گجرات است، ارسفاں قدیم ہم رسید، دریں اور ان ثبت گردید۔“ داکر کے بیان بھی اشعار کے انتخاب کے وقت ”زمان جدید گجرات“ کا اعادہ کیا ہے۔ یہاں تک کہ ولی سہ متعلق بھی فرماتے ہیں کہ ”ایں چند اشعار محمودی کہ مطابق رورمرۃ حدید گجرات است از دیوان شش انتخاب کردہ شد“ مولف کو قدیم زبان سے کچھ اس ہیں اور اس لیے انھوں نے نہ تو قدیم شعر کا ذکر کیا ہے اور نہ متاخرین کے ایسے اشعار درج تذکرہ کئے ہیں جس میں قدیم زبان کی بو ماس پائی جاتی ہے۔ تذکرے میں ماہوں اور زیادہ تر نیز ہوں صدی کے شعر کا ذکر ہے۔

اگرچہ وہ شعرا کے حالات سے زیادہ بحث نہیں کرتے اور نہ اس بارے میں تحقیق و تلاش کی رحمت گوارا کرتے ہیں، سہ وفات وغیرہ بھی سوائے دو چائے کے کسی کا نہیں لکھا، لکن ولی کے حوالے ہیں انھوں نے بڑی بحث کو پھر جھڑپا ہے کہ وہ گجرات کے نئے باورنگ آباد کے سب سے پہلے میر تقی میر نے اپنے تذکرے میں

مؤلف تذکرہ قاضی ذوالدین حس حاکم رضوی فائق بھڑوچ (گجرات) کے رہنے والے تھے۔ اس نواح میں ان کا خاندان علم و فضل کی وجہ سے بڑی عزت و احترام سے دیکھا جاتا تھا اور اب تک اس خاندان کے لوگ اسی عزت و وفار سے سر کر رہے ہیں۔ قاضی صاحب مرحوم علاوہ عالم و فاضل ہونے کے شاعر بھی تھے اور فارسی اردو دونوں میں شعر کہتے تھے۔ اس تذکرے سے اُن کا ذوق سخن ظاہر ہوتا ہے۔ اشعار کا انتخاب ذوق سخن کا معیار ہے۔

قاضی صاحب مرزا غالب کے ہم عصر تھے اور اُن سے سلسلہ خط و کتابت بھی تھا قاضی صاحب کے ایک خط سے جو مرزا صاحب کے نام ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے کسی امر کی سبب جو قدیم فارسی یا زردشتی مذہب کے متعلق تھا یہ لکھا تھا کہ حمید جی پارس سے (جو قاضی صاحب کا ہم وطن تھا) دریافت کر کے لکھیں۔ قاضی صاحب جواب میں لکھتے ہیں کہ اس وقت سیٹھ صاحب ہاں نہیں ہیں آئے کے بعد آپ کا پیام پہنچا دوں گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے فارسی زبان دانی برجہ عبور اور زبان کے عوامص و اسرار برجہ قدرت جناب کو عطا فرماتی ہے وہ اس سیٹھ بچائے کو کہاں حاصل ہے۔ اس کا مذہب زردشتی ہوا تو کیا ہوتا ہے۔ یہاں پارسى انہی زردشتی سے پیرا رہیں اور بہت انگریز پسند ہو گئے ہیں۔ بعض جواب تک اپنے مذہب کے پابند ہیں وہ اصل کتابوں کو نہیں سمجھتے بلکہ بعض رند و پارند کی کتابوں کو گجراتی حروف میں لکھ لیا ہے جسے صبح و شام رٹتے رہتے ہیں۔ یہ خط بڑا ہرطعن ہے۔ قاضی صاحب مرحوم نے اس تذکرے کا مسودہ بھی مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجا تھا، بعد ملاحظہ مرزا صاحب نے جو خط لکھا ہے وہ بطور یادگار کے اس تذکرے کے آخر میں درج کر دیا گیا ہے۔

علاوہ اس تذکرے کے مرزا صاحب کی اور بھی کئی تالیفات ہیں جن میں سے

گلزار امراء ہم سے بھی ملتی ہے۔ جہاں صاحبِ مذکورہ مذکور دلی کے بیاباں میں لکھنے میں
 ”دلی دکھنی، شاہ ولی اللہ، اصلش از گجرات و در شعرائے دکن مشہور و ممتاز است“
 اگرچہ وہ اسے گجرات کا ماشندہ کہتا ہے مگر شعرائے دکن میں شمار کرتا ہے۔

اس مذکورے کا مولف بھی دکن سے یہی مراد لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ولایتِ گجرات
 بہ سببِ دہلی و اکبر آباد سمتِ جنوب کہ ہندیاں دکن گو بند واقع است، ”یہ وہ کہتا ہے
 کہ بلدۂ احمد آباد کے نقاش سے یہی سنتے ہیں آیا ہے کہ دلی گجرات کا باشندہ تھا۔
 جو کہ دلی کا اکثر زمانہ احمد آباد میں بسر ہوا اور تعلیم بھی وہیں ہوئی، سورن کی طرح میں
 ایک مثنوی مصنف کی اور گجرات کے فراق میں کچھ اسعار لکھے، اور اس کا مدح بھی
 احمد آباد میں ہے، اس لئے اکثر لوگوں نے اُسے گجراتی ہی قرار دیا۔ اور اس کا وطن
 سجائے اور نگ احمد آباد گجرات ہی منہور ہو گیا۔

اگرچہ صاحبِ مذکورہ نے ار راہ انکسار محاورۂ شعرائے گجرات کے متعلق اہلِ دلی
 و لکھنؤ سے معذرت کی ہے، لیکن حق یہ ہے کہ ان شعرائے زبانِ اُردو کو بڑی خوبی سے
 لکھا ہے اور ان کی زبان کسی طرح دلی اور لکھنؤ کے عام شعر سے کم نہیں ہے، بلکہ
 بعض اہلِ استادانہ حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی زبان کی فصاحت اور صفائی میں
 کلام نہیں ہو سکتا۔ ”مذکورے کے مطالعہ کے بعد جبریت ہوئی ہے کہ گجرات میں اس
 کثرت سے شاعر تھے اور شعر و سخن کا اس قدر حیرانگہ عالمہ سرعرات اور میاں سمجھو
 کی وحدت اس ذوق کو اور بھی فروغ ہوا، ان دو صاحبوں کے شاگرد کثرت سے تھے۔
 گجرات کے مسلمان اُردو کو ایسی فوجی زبان سمجھتے تھے اور اس پر مبنی تھے اور جہاں تک
 معلوم ہوا ہے اس خطبے کے مسلمانوں میں اس کا عام رواج تھا اور اب بھی یہی حال ہے۔
 افسوس ہے کہ اس زمانے میں وہاں شعرو سخن اور اردو ادب کی ترقی کا وہ دونوں وفاق
 باقی نہیں رہا اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس متون کو پھر زندہ کیا جائے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فروغ سختی بس طراری این سیدہ در شب کب کارنامہ مانی شد ان این نامہ متوجہ حلال
غوص سحرانی، مار یک بین اشارات معانی، اکمل لائیل میر کمال الدین حسین المتخلص
کمال کہ سخامہ ملا غمت طراز سحر ساز آرائش۔

در گلشن حمد تو سیاه بخت مرا سوسن شیشه لطف رباں نیست مرا

تر در ششده ام بصعدان کالچ گویا کہ رباں در دہاں نیست مرا

انتیہ واقفہ بہار یہی رائے رائے کہ شگوفہ کاری ہے غصوں ارواح ریاض طبع
سُخن دران بگین گفتار از رشادہ غمام بکرمش نخوت فروتن گہبائے بہاری و مدائح نمکات
آں نیساں آرائی کہ حلوہ فزانیہائے سموت یواقت دروچ فصوح نمک رسال برافت
ادکار از تشارق الوار حمز متن حیرت فرو حطوط شعاع صہمائے دو آتشہ نظم و شعر حریفان
سرسرست بستی ہائے سخامہ سخن بکیمیعت نیایش او تقدس لعلیہ از حریر نابو رخسار زہری
ہائے نارسائی ہر ارباب خمیاریہ می کشاید و گلدستہ لفظ و معانی نخل سدان تر و دلخ نظارگی ہائے
بہارستان خیال بحقیقت سائیل اجل و علا از رنگتا بود رخسار منائی ہائے بے ادراکی مد
خانہ کستن بجامہ می راید اگر آں ہمہ رنگیں ہاست کہ بجلوہ می نماید جز رنگ تعمیر دینی بند و اگر
اب ہمتہ گنگی ہاست کہ بر رویار دے دفع حجالت برمی خندد آتش بل را ضبط ہائے گنگ مضبوط
ست ناجایہ نیست ورنہ بیک گرمی شعلہ العس برکت کارخانہ متفق خاکستر بگل رار لبط
جمعیت کہ مربوط است از بیجا بگی و گریہ بیک لطمہ موج تاثر گاہ بر ہم زند آشیانہ بلبل بتر۔

جو آہر الفکہ اور تحفۃ العرفان مطبع نول کشور میں طبع ہو چکی ہیں۔ دو ایک کتابیں غیر مطبوعہ
اب تک ان کے حانداں میں موجود ہیں۔ قاضی صاحب نے ۱۲۸۵ھ میں انتقال کیا۔
یہ تذکرہ جو انھیں نے طبع کیا ہے دو مختلف نسخوں سے تیار کیا گیا ہے۔ ایک
سچے قاضی صاحب کے خاندان میں تھا جو اُس کے قابل ہوتے اور ہم نام قاضی
نور الدین حسین صاحب نے کمال عیادت و شفقت بہیں عنایت فرمایا۔ دوسرے نسخہ
بہت ہی یوہورسٹی کا ہے۔ اس دونوں کے مقابلے اور تصحیح کے بعد یہ نسخہ تیار کیا گیا ہے۔
آخر میں میں اپنے قابل شاگرد مولوی شیخ چاند صاحب - ایلم - اے، ایل -
ایل - بی، سری سرچ اسکالر (عثمانیہ یونیورسٹی) کا شکریہ ادا کرنا ہوں کہ انھوں نے
بھر دینے کے نسخے کے بہم پہنچانے اور دونوں نسخوں کے مقابلے اور قاضی صاحب کے
حالات دریافت کرنے میں مجھے مدد دی۔

عبدالحمید

سکرٹری انجمن برقی اُردو (اورنگ آباد - دکن)

۳۰ مارچ ۱۹۳۳ء

کہ مرغ آرائے درخت نگار و خود ہر کھانقہ کے رآمد رنگ پذیر جن ظہور دوست و صبیحہ
 میرائے بدیع طراز تہود ہر کجا رنگے کہ بہت حلوہ گیر تلح لور اواما بعد و صبح کہ ہمسایہ
 اہور سخن پہ پر ہونہاے مضامین آرائیہ یوسف نمائے دیمیں دار و نظار گیارا
 ہوائے ربحائے در ستر ہم معالی و لغریب صبح حراست پرستندگی است کہ سرگونی ہائے تحقیق
 تذوق تاحم گردن جاکہ گریباں گیر دکنہ دانی اربیرہ دونوں روش دیدہ مالہائے عوینق
 تا بخار عجا رب سترہ حتم کردہ بار یک بینی اربیدہ تصور میر میر رہے تھے بے نظیر و محبوبہ
 دلیر کہ بکیتائے معانی اربقید دوحی و اربسستہ و بکیرت لطف مضامین بدہائے حلیان
 جاحستہ ملی ہست کہ ہمتائیں در آید دے نمائے کہ بدہائیں بہ برداز و بہت گرمی تار
 آفتاب رنگ ہر لعل کے معان رنجت لصد حال تار گو ہر معانی تین کردید و حوں گرمی
 ہستہ ہر سال ہر عجبہ گلش کہ روستے آب آورد ہر وار و لکارد ہستہ مضامین نگین اگر دائرہ
 ملک ملک است جبرہ آسنگ ملا گردانی سرے ہار دو اگر کہ زمین است حز بلقش جو حیت
 خبر سے قیس و محبوبوں جتنی ایس دیانہ است و کوہ کن سے تو اس یکے از سہو و ایسا ہوا خا بہ
 حوں جولانی ہائے دوق مکہ دانی لغیر مارسانی ہائے بلاغت فقرات ہر اربجادہ ہائے ہستہ ہا
 در پانورہ جبال جہاں گردی دستوار و گریباں جاکہ ہائے شوق ورق گردانی خوش
 نظارگی ہائے نمائے صفا شش صد گلشن سینہ ریتہا و امنوہ سرہ حواسیدہ زہر خوردہ
 بہار رنگارار بوقلمونہاے گلہائے مضامین رشک صد گستاں در یک امن است و از
 شگفتگی ہائے خیالات رنگیں یک ملک خون شمع بر گردن اگر جلد بتان چین است جان ادہ
 یک کرتہ جہاں بر باد و ست و اگر ہمہ خواں نازنین است رحم خوردہ نیم حوہ ستم ایجاد
 ہستی دستان ہست از زرافتانی اوراقن سرایہ اندوز دولت حاوید اندوز سحر جتان ہست
 اربورق گردانی احراست شراب نونہال مید رنگینی ستر دلیذیر ربون شکن باغ کتیرہ است
 جبال مندی نظم ماہر صید گاہ ستر طراز ورق گردانی مخزن شعر اندازہ جیس تمال و صبا فقرات

اگر کسی نے بخودش است نشین ہنہ از ملاطمت موج خیز و گرد مستی گل بہ سدوش است
 داماندگی ہنہ از رنگ جلوہ ریز بلبل سپاس تسادی سال برنگ گل زبان سرود ندارد
 عزیم ناگی نعم شایق معلوم اما درین کلین حروف تعارف کہ بحر سوسن نمی تـ و اگر آنگ
 دام بر خود پسند دہم صدایش حیالیت موبہوم دوطی را بزہرہ واسے ہرش آئینہ
 عمر دیش چیست سبھی بارگ فروز عالم تصویر است۔ اگر نو اسے سرمی زد سمدانی
 عکس خویش نہ این ہمہ ارا رسائی ہائے کہنیش در ماندہ اند کہ فصیح خوانان بطریق رسائی
 طبع دانان ذلیق سال رنگ بر یہاے ستودش حمزہ تجالست یک ست ستہ و شایانست
 باکہ عوادمان محیط دیا حباب معرفت کہ از کج و لطمہ آشنائی می دارند و اسے چار موبہ گرا
 شناسائی تاہ ایا سہ دستاوری گوہر حقیقت سالما کہ نقصش میر و مہر جوئی لعلنا کہ گرد
 بالا گردان ہر دل جوئے پس سال کہ اصل مخلوقاںست و اتمہیت موجود امت ما و خوداں
 مدارح سرمنہ باعتراف کہہ حق ما نہ اسٹہ سناسی را حلیہ عناف گرد امیدہ پس آل شیا
 ردیہ راہ امکان کہ از عہدہ پاس برآید اما چشمہ حقیقت ہں بکاہ قابل درین نگار تال
 نمائی ہر یکے را رنگیست از مدوع الوار الی اگر گل را تائے شادانی در برست دلق جہا
 بر سر خار را از و کمتر سپیدار و گردو رتید را مدوع جہاں تالی میسر است و در رفعت
 با سحر ابرار ذرہ را از و بہت یا یہ شمار کہ ایں ہمہ را باختلاف الوان و صور ظہوری اروت
 بلکہ خود دوست کہ از خلوتجاہ کعبہ بکنت گاہ تہو و تجلی شدہ جلوہ ہائے رنگارنگ خود
 امتیائے و ایں ہمہ خور اگر یہاے حین طراز ظہور ہر یک گل سر بہ عذائے ستی آہنجا
 و ستانزل کثرت نشان و تہج ہی لتب لدی میاں لاسکان سیرار مکاناں کہ مستہ
 راق سوار و تہار فہ ما فدارندہ حشر لکال قرابہ سیدہ فراسے تعمیر ال بہ تمنائے است
 در مراتب حلیل دپایہ بلند ساز امتیائے کہ انبیاء و نبی اسرئیل قرآن تہرل مہبط سہر طاع
 المسلمین باعث ایجاد تکوین سرور ابیاسیہ اصیفا شہد صطفی اسلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نقیض حیرت از خود مرده تا بے زکامل رنگیں بیاں را ران مدح خوانی بے کم و کاست
 باید کتاد و خامه پر دیں نشان را طراز گوهر فتالی در وصف و سپاس توالی بهاد قطع
 رنگ حیرت نسکیمی رپر دگلخت حلوہ عبدلیاں رازماں ہا از لواہ لال بود
 تمنع محفل مال دیر می سوخت از پرواہ گر و گردین محال رعایت بے مال بود
 سخنور این شایق و نکته پردازان فانی پوشیدہ نمائند کہ اگر دیدہ داد گر اینہا بکشود
 آید ہر آئینہ مردم دیدہ ورے را در کما یکہ فاین سخن طرار معنی نوازیہ وقت ہا کہ بر جان لعل
 معالی بہ ہادہ وجہ نیز نگری ہا کہ بکام و ربان رنگیں سانی ریحیہ را و پانیہ رصحت گردید
 داور و را بر ما نہانغ و نصرت مقید یارسی ضرب شہر داشتہ در مان تازی صدائے
 غنقا اگر کلکش از ریحیہ ریحیہ درسی را و حامہ درسی ہا بمثال رفت و خامہ اسن از اُردو
 دوستہ تازی را ترک و تا زبان مال فارسی را اگر ملاحظت دانند ہمیں است کہ از توری
 ہمک برین بارسیاں کستہ و عربی را اگر عمل خواستہ ہیں کہ شہد مہارت سکران عیاں
 شدہ اردو سے کہ طبع مشکل پسندت وقت آفرینہا در خصوص ہندی فرمود سخن کہ کہ
 را در عربی ذوقی ماندہ دنہ اربارسی شوقے میں کہ دریں راں خاطر اکثر شعرا و مسلم طرن
 ہندی کد کمال نائل است و ترجمہ کتاب مستطاب خداوند متعال در ربان اُردو
 مستقیم ترکیے از دلائل خوب است کہ ظہوری پیشلارین مژو طغرا خود را عدم بردور نہ
 ظہوری را اگر دریں وقت حماد سودے ظہوری از حفت در کتیدے و طغرا اگر لفتن
 حیات زائل نہ گشتے تست قطع نویسے نزالا جلت در گردیدے بہ بیت

نہ این حاحر طغرا راست نویسے الشائے طہوری را طہورے

چشمیکہ از تحریریں ہیج ندیدہ و گوتے کہ از تقریریں ہیج تسبیہ سجدہ اس
 سنجیدہ تراست و بسندیدہ اس بسندیدہ تر عربی را بمبایات تناسب طن بالاسن
 چہ سخن ہا کہ بر جان خود فروستی نیست و کمال را مخزناسب ہم نہ امیش چہ ناز ہا کہ

مضامین دلکش ارتک فرائے سیر و سبایل شیری و صیرج نعیم طرب ریز این گلشن است طوطی
ہندو اسرارے ترغم دلا ویز ہمیں ہمیں بچلوہ نمائے سوا دکنیو است سمع ادراک صائب نکر
آں باہتتاب نورانی سحوت گریدہ و بصورت بدیری شاہد مصامیتس مراۃ خیال سلیم طبع
باکار نامہ مالی سفت بریدہ و لب کشائی فصل میں سطوت خندہ ساغر بجائے خیمازہ نمود
داز حلوہ فرائے نقوش خطوط چشم قدشائیاں در مقام حیرت افرو دل بہر بحیرہ بندی طویش
جلال ایکے از مقیدان دیدلآ ویزی حروفش مرزا تبدیل یکے اردادگان کل سوسن ہمہ گرمی ہواد
مکتہ سن کوہ زبان شکر گداریہاست و کس گلشن بنا بہت عین مرقومش چشم کتنے ست
مائی ہاصوہ رنگین کار کاہ ہمار ساری سخن تناساں و جدول جادو فریش حصہ سحر خانی
مصحح میانیں سیاہی حروفش تو تباہ چشم منیش سرخی شحر تگلگوہ لب داش بزرگاری
نقوش طلایش عجب جو رشید رو ساخته و سبز کاری میاے دلرباش رنگ نیلم دل ناحتہ
ہنگامہ افروزی مصامین رنگینش طاس فلک را نگرمی آوردہ حمزہ شفق راجز بناسن
مواں انگاشت آتن را سب حکم کرہ رہبر بردارد حود را چہ عجب کہ اگر بکاوش مکتہ چپی
انگشت بردارد انگشت نماید و رشک زندگیاے نقوش پر کار سن ہمہ اصابت عین العمل
نافض نظاں چہ سینہ اختر خاکستر مجرست نگر وایکہ از جہتسم ناتواں میں صبر بردارد و رہائی

ایں عجب ہر کس کہ ہماے بنمود چشمش بفروغ اعتباے بنمود

گر باغ جان ست گر حلد بریں زیر نظرش آں ہمہ خاصے بنمود

تعالی اللہ حمین ساما یہا کام طرب مادہ است و بوقلمو نہا صر تگلگوہ لب
مادہ حندہ ساغر شگفت گل می نماید و قلقل مینا لعل ملل نائے معنی دلکش بگرمی جنار
گلو سوری را بکار بردہ و پردہ ساز حاں فزار و نون برگ گلہاے بہار نسیم رضواں ہمہ گامہ
است و حلوہ طور زبانیہ مکن طیلن را ہواے نظار گہاے متاشائے شوق بصدر نگ
محویت دیدہ باز کردہ آبی ندارد و کلیم را سر گرمی از جو شہاے تنائے ذوق بیک

میایه درین خلمده رنگه بسته که فراطون را جز طنطه از غسول سار به برنگه نماند و
 از سطوح تحصیل آورده اواره شاگردی جز قانون طیره شناسی حرفه در شایه پان پان
 بر ماه چو هنر شناسان اینه خیال از ماریکی مصان نشن سر مرده مرده دیده حیرت اندر مخم
 طمان خنجه مغان اگر کیفیت به اندیش باد و ریز سینه فطرت دقت سمن بدنگ تا
 خاطر دین همان علقه تحیر بسته وجود ستاد سمنش بتال سلسله دایم کلین الیا
 رنگ تفکرت طائر گاستان فکر بلند با سرت عروج حستس بلند پرواز بخیزد
 مقداری و مرتب تیزبال امارتیه احمد سایه فست کلاش سرفراز نفس ماری شهر
 عروج سخن حرفه از یایه اس بلند سرفراز در سایه اس
 طرح انجالبه شاعران به که مطبوع طبع دقیقه بیان معنی نشان اندر ساخته و طرز قیاس ابیات طری
 به عینک مقبول خاطر نیکه بنجان بلند تال بدیدار خسته درین تذکره محض شهر آ که چو حزان
 به استه از گوهر تفکرات شاعران معلوم است فی الحقیقت واد سمنوی و سخن دانی
 همه از خود که بدیدار که از شکل هم به الی پروا خست و به به برکن که فرح و قدرش
 به نماید از سر انعامات بهست فرموده بل و قیده و نگار است بهست تار و فکر به سخن
 آفرین پنهان تو ال کتید که بخط سخن رسی سخن شنای ممتاز و ورگزار گداید
 و از لذات سخن و مذاق معانی شری به بهالی طبع بلند و قار رسانیده و نه زین کانت
 بهر کس بایه می رسد که هم بخت گوی بساطه فرا ترا فکند و هم سخن فنی کتید بالان
 انداز و فی الحکله کامل تر از خوان کجج دای که بهرزه درانی صفحه آرا می تی دارد در
 بهن سمر و سخن آنچ به بهیده و پذیرده قدر سخنن آنچه دیده در کجای خورده
 بزهره اس در نماید و سخن مدح و مدح سخن لب کشاید مگر لب و دیش می ستانید
 سرانیدش می سرانیدش مدح خوانیش و قار به فرمود و سخن دانیست اعتبار
 امر و از قدر و انیس چه قدر مالیده ام و بسند این چه قدر رسیده ام و فک که گزیدیم گزیده

لحرم سرگوشی دانش فکر تن وقت دارد و فهم رسالتش نارسائی در امر انس از همه
تقریب آید و تقریبش از همه افراط نماید مندرجیت از و زیست پذیر است و حاتم
فضیلت روزیب گیر بدل سستیهاست مارک کلامی سخن ظریفان طبع رسالند و زادی
طایفه حیا لش اشیا بدستاج طوباست و بخود رفتگی با سس عس رسی هم طبعان عالم بالا
بال کتاسه تنها مقالتن اون اتیس تحرة المعنی اگر سخن را فرود غورست سید است هم از
آسمان دست و اگر سخن را سلوه گل است هم از بوستان و از منظوم نظمش مجموعه یریتانی
وقت شاسان مظلوم است و از دست و زشتش تبعیت حواس کتہ دامن منور و مشعر

کلاش لذت افزای سخن داں بسند خاطر مشکل بسندان

مستسنع کشای ناطوره سخن بفتح و دلال دلربائی جلوه ظهور بر کفره تا ناقص توصیف
آن سخن دسترگاه تصف مکرر و معجز برداری محموله معانی بحسن و جمال خوش منائی
رنگ مستعمل در نه بسته تا باعتراست تعریف آن معانی ینا ه معترف باشد طراوت
امور را رنگ الفاظ از بوی فهم عمارتن بالا مال و دما سی و دریا رنگان رطوبت باس
عن از درک معانیست باعتبار خوش مزاجی شکر فروشی سخنان شیرینش حلاوت
کس تلخ دمانی است دلیل فهمان خام طبیعت را بخت گونی کلاش نعت نقادانی از دنیا
مضامین فکر بلندش شیرازه نام آوری سخنوران شیراز گسته تر و از فصاحت گتری
طبع ارجمندش لوح بهجیدانی بر سر صیحاں محاذ شکسته تربیدرت نگاری خیالات نگین
تمام ایران با مال گویند خامه شکلیں او و بجز هر فناری جبارت نور آگین یک صفهاں سر
سید عبار نامه گوهریں او دستا ویز سحر بیان بلین کلام گفتار جادو طرازی اوست
له آهنگ خوش سیانی هر غول نواسر لے بسودماع فروشاں درگاه لالو بالی نهاد و بکل نصیح
بهاں سحاس مقام کلام سحر پردازی که بقانون چرب زبانی زنگوله خوش نوک بباغ
خوس پرشال بارگاه الهی در داده سیر آهنگی ایجاد وقت فکر عمیقش یا بداع مداح

گردانید و گم گشتگان بیشه ظلمات عنایات را از کلام روشن بیان نورایاں
بحشید - شعر -

طاقت کجا و زهره کجا دارد این قلم تحریر نعت احمد محبت را کند
صلوة الله علیه وآله الکرام و اصحابه العظام الی یوم القیام - اما بعد برائے
مہر انجلا دار باب ذہن سلیم و ضمیر حور شیہ ضیاء اصحاب طبع مستقیم روشن و مہربان
ما کہ فیست فن متعز و دانشاں عالی منت و عالی دستان و الادانت مانت کہ
ہیج علی بے تعلیم و تعلیم حاصل نیست بجز ایں ہر گاہ کہ فیوضات رحمانی و لطافات
سحانی بر طبع شاعر نازل می شود بے اختیار کات بے لطف و مضمونات
دل پذیرد دل الہام منزل و رود می یابد بہند اخلفائے راشدین و صحابہ کرام
رضوان الله علیہم اجمعین اکسابیں شعل فرمودہ جناحہ از کتب معتبر میر و
تاریخ مستفاد و روی سن جابر قال سمعت علیاً یقول ان رسول الله صلی اللہ علیہ
آلہ و صحبہ وسلم سبیح قطعہ -

اما اخوان المصطفیٰ الاشک فی نبی بہ ربیت و سبطا ہما ولدی

جدی و جد رسول اللہ محمد و فاطمہ زحوی لا یتول فی مذی

قال فتسم رسول اللہ صلعم قال صدقت یا علی! میں دو بیت از کلام معجز

نظام شاہ مرداں و شیر یزدان علیہ النجۃ و السلام اشعار تمام دار و شعر -

جراحات انسان لما الیتام دلائل نام با جرح اللسان

سقتکم الی الاسلام طر آ علاما ما بلغت آدان

حسن ابن ثابت کہ از صحابہ شرفی عہد رسول التقلین بودہ مارا بخصو

اس صد نشین بارگاہ نبوت امتعا طبع و روح و میخواند و مور و تحسین و آفرین ز زبان

وحی بیان مصداق ما یطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی میشد پس قول صحابہ فیست

و سنخے کہ در یدیم و زیدہ شد بتقریرت رنگیں سبائی دارم و بتسطیرت گوہر فانی صبر بر
 حامد را بر دستان سرسے بلبل گمائی است و تحریر نامہ را از حلوہ فرائے گل شکار باغی
 رنگ سحخم بہار توصیف تو نقش رستم نگار توصیف تو
 بر صفحہ کاغذیں کہ سری فرسود شد خامہ مانستار توصیف تو
 اناہنی دایم کہ مدعیان راجہ و عوی در پردہ جنگ خواہد آمد و بہ گماناں را چہ گمان
 در ساحتی جہان اولی دایم کہ از رجحان اطباب با سحر گرایم و اریں در از نصیبہا
 لب بخوشی نمایم رہا غی

کامل ہوں مدح سازی تاجند ار خامہ نے فنوں طرازی تاجند
 و نقش و نگار رشک ہیں اوراق جاد و رقی طلسم بازی تاجند

دیباچہ لمؤلفہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اولی ترین سنخے کہ امامے بلاغت بیاں سخنوری شہرے فصیح سان نمک پڑی
 ہاں دقیل و قال المدح لے راسر کہ مشام دقیقہ سجاں مازک خیال را بہت گہائے
 رنگارنگ مضامین طراوت ہے اندازہ چشمید و کشت زار طبع سخنور را سخن رس را
 باب رسائی نکر سر سر و شاداب گردانید کریمے کہ از ابر نیساں فکر لالی شاہوار معنی در
 صدق سخن انداخت درخشاں مضامین و الفاظ رنگیں را در کان دہں رشک مزہا
 لعل بدشاں ساحت بجزیرہ علی مالور مطالع قلوبنا با نوار ہذا السراج المیسر و شکر دلی
 ما حسن التی بتمرات الطایف ہذا الامم انخطیر صلوٰۃ خرداں و تحیت یہ پایاں بردن
 پاک نصیح ولید عدناں و فی آخر زمان کہ صیت فصاحت را در چہار دانگ عالم بلند آوازہ

چشم استادانِ دہلی و لکھنؤ وغیرہ اینکہ اگر درس صبر گاہ از عین انصاف و محاورہ
شعرا گجرات بالغری میندا ہو گیری کند و همچون قلم انگشت بر حرف ایشان نہ ہند
یز بر توار و مصاہبن اضمال سرقہ نفر مایہ بہت آکدہ وادین و اشعار اسانڈہ انجانا بہ
بعد مسافت تمامی تا این جانی رسد توقع کہ مقبول دقتہ سخنانِ دور بین و منظور و بینان
ملاعت آئین گردد۔

حرف الف

حسن تخلص محمد بن نجیب آبادی الال بدست کہ در سرکارِ اوجام الدین
حسین خاں ملازم شدہ و بدست نجیب و کهن سال شاعر خوش کلام شیریں مقال از
عمدہ سخن طرازانِ این حوالی مہیا شدہ بلکہ حسن تعراست کہ اکثر مضامین را بہمن الوجہ
می بندد صاحبِ لبوان است انجہ اشعار ایشان در رتبہ عالی واقع شدہ عالی ترانہ از
این عذوبت لسان اوست کہ کسب خامہ اکنون بدال آشنائی شود۔
تحمہ گل کو خزاں سے جو پریشان دیکھا تو نے کن آنکھوں سے امرغ بحرِ خوان دیکھا

ز بہارِ دو بہارِ ہم نہ ہوں دیولنے بھی یکجا ہم آئے تو محبوں کو بہا ہاں سے نکالا۔

طیش دل کا مرے آپ کو گرہ ہے نہ یقین میرے سینے سے ملا دیکھئے سینہ اپنا

احسانِ جنم پہ ہے نری کن بات کا محاب اس کو تو آبِ حتم نے میرے ہر اکیا
گالی کسی کو دیوں کسی کو وہ جھڑکیاں رہے پر ہے حکم کوئی نہ بولے کہ کیا کیا

سرمانی است ساطع و دلیله است قاطع حسنا اقتدار هم علی العموم الویت اینها ثابت
چنانکه گفته اند **پست** -

در حرم بارگاه کیه یا یس شعرا آمد و پیش انبیا
استشغال ایسا اصرار پیش داشت در این عالی فهم حالی از فضیلت بنوده آتش از
محال ساختن دم و دوستان ثابت قدم پیوسته عرسل افکار را بر پورستان
طیغ صاحت آراسته حال زیبا مژگان بهار بنده اهل حق و با سیه سخن طرازان در
آوردند و گاهی بیاس خاطر احسان می و اصرار و ابرام اسب زار و نیش گنای نورانی
این قاضی سید احمد حسین رضوی شیرازی فکر سخن میکرد و میخواست که مصطفی
دلش و خیالات زنگین ایستاد بهم آغوشی صفحه کاغذ خطا در آرد که چه رنگ هنگامه
قیل و قال گرم ساخته و کج طرز خیالات روشن دریافته و لیکن بمصدق کل مرمر هونته
باد قاشا تسطیر این مدعا بر گرد و تعویق افشاده و هرگز خاطر حسن ظهور نیافته تا آنکه دریا
ولا محی مشفق میر عباس علی المتخلص شوق که شوق کلی درین فن پیدا کند
باعث این معنی شدند موجب گرامی نژاد و مکرم عالی هنر و الامتاق میر حمید
صاحب المتخلص سبک را به تر باعث و سوکد شدند که و ضلالت را با معنی مصلحا
تایید سلاطین عالی مقام و حکام دی شان و ملا فیض بزرگان دین تحریر کردند که تا ایوم
یا دیگرشان باقی است لیکن با حال حاضر از تحریر احوال خوش خیالان این اماکن برخیزد
ابدون اگر استقامت روزان طبعان این ملا و خلعت آراء حال شان بعبارت روزمره ثبت
افتد هر آینه عشا قافان شایقان این فن را موجب تشریح و سبب رتبیل شود و تو دو معر
البه عایت منوط و رابعه اتحاد بهایت مر لوط است اجتماع لمران عالی مقام هم بهام دانسته که جود
چند نقوشه السی منی و الا تمام من الندرسته ساحی حجج و ترتیب شدم چون این اوراق جزینه
از جوهر و معانی سخنورانه و در عر و خوش بیانی مکتبه هر و راں است و موسوم به **مخزن شهر** کرده شد

تھے مادہ و صبحی گلشن میں گو ہیتا آپس میں مل کے رکھو ہم اوسحاب تجھ میں

ایک سے لاکھوں ہوں دل بستہ اگر کھولیں لہن آپھیں کہتے ہی گرا ایک کو آزاد کریں
ہو نہ برباد کسی طرح تھکانے تو ہمو خاک دفن قمری کو تہہ سایہ شمشاد کریں

اتدرے جنوں دیکھیں احکام ترا کیا ہو پہلے ہی سوئے صحرا یہ باؤں نکالے ہیں
دل کا تو مزا جھکا ہے درد جگر باقی یہ دشمن جاں آسن کیا پہنیں پالے ہیں

ہذا نام چھپڑنے سے تو ہوتی ہے کیوں نیم اک دم کی زندگی جو ملی ہے حباب کو

باغ میں جب بہا ر آتی ہے اک شگوفہ سیاہی لاتی ہے
گل کترنی ہے اک سیاہی صبا رنگ سو طرح کے دکھاتی ہے
عشق پر دانے کا ہے اسے بلبل تو تو بابتیں عرث بناتی ہے
دن تو جوں توں کٹا یہ آسن پھر وہی فرقت کی رات آتی ہے

اس رات اندھیری میں اگر تو نکل آوے ہفتاب شب چارہ ہر سو نکل آوے
دیکھ جو بیا ماں میں پریشاں مجھے احسن محبوبوں کی بھی آنکھوں سے تو آسن نکل آوے

گلوری کھا کے یازوں کی جہا لب یہ پسی کا دہواں نکلے ہے شعلے سے یہ تھلے سے دہواں نکلے
کھڑے ہیں لڑکے ناکے ماندہ بھر بھر جھولیاں تھیں مزا کیا ہو کہ احسن بھی جو بھولا آواں نکلے

مچائی دھوم ہے محبوں نے اہل وسلا
ابھی کھلا ہی ہیں گھر سے مادہ لیسلا

صدایا خیر جواب کے دل سیڑھ بٹے پتا ہے
نکل آوے نہ سیسے سے یہ مارا خطراتی کا

چاندنی بھر کے ہوئی نہ جو بھپا آدھی کا
اندیشے سے اُس نادک مڑگاں کے جن
وہ مہ چار دہ گھر سے حو لب بام آیا
طاؤس ہر یک پر پہ لگا کر سپر آیا

جواب بات کا بے علم سے مہل
جبھی سے آنکھوں سے جن کی لڑگنی نہ بخند
نرا کی جیسے کوئیں سے صدایا جواب
جو پہنے دیکھا ہے اُس بت کو جائزہ خواب

بالا ہے یا بلا ہے فقہ ہے یا قیامت!
قامت نہیں یہ یار وقد قامت القیامت

رکھتے نہیں کسی کے ترحم کی آرزو
مہدی لگا کے کبھے پال میرا خوں
ہم کو مزا ملا ہے یہ اسکی جفا کے بیج
ہو گا نہ آشکار یہ رنگِ خنا کے بیج
بے بعد مرگ بھی دل بجاں جوئے یار
تصویر مرغ جوں بھرے قبلہ نما کے بیج

روز مر جاتے ہیں جن آنکھوں کے مارے تین چار
خولی قسمت یہ اپنی اور جن انفاق
آج ہم نے بھی وہاں مائے نطائے میں چار
ورنہ ہو جاتے ادھر کو کبلا شائے تین چار

کیا دصف طول زلف کا چھو ہو دوستو
یہ داستاں دراز ہے کہئے کہاں تلک

منابع ہر علم و احمد آباد است ارتد و اکبر شاگردان مولانا کے مرحوم است بالکل حضرت
 مولانا ماحد سی سال در احمد آباد مصروف تدریس بودہ بعد از ان کتبائیت را از
 قدم مہینت لزوم رشک بغداد و صفایاں ساختہ اہل آل بلدہ آمدن آل محدوم
 عالم را ور عظیم و نعمت غیر مترقبہ دانستہ کما ینبی در تعظیم و کرمیم و اگر ام سیکو شہر ند و متقد
 سلوک بجائی آورد در اقم ہر در صغر سن و قینکہ مولانا دارد احمد آباد و دندہ ہر کا حضرت
 برگوا یم رضوان آرا سگاہ فای نجمہ صاب صاحب قدس سرہ کہ جہت ملاقات و ملاقات
 سعادت اندوزی خدمت حاصل بنودہ آخر رسد خمین و خمین بابتین بعد اہل و کہ بابت
 نگاشت روضہ رضوان ترا مید اگر چہ در زبان نازی و دہری استعار بسیار داشت دہر
 اورد و عدم التفات میفرمود اما این شعر بنام تالیث مشہور است تیمنا و تبرکات است اس
 اوراق می شود و دہر ہذا

توڑ کے دل کو مرے اٹھ کے جلا جاتا ہے اے صتم کس نے بتائی تجھے کبھی شکسی
 احمد نخلص مالک مالک طریقت واقف رموز حقیقت منبع فیوضات
 حضرت الشہ میر احمد الشہ المعروف بسید چھوٹے صاحب خلع میر عیض الشہ صاحب
 مرحوم اہل از حاک پاک لیس بلدہ شریفہ و از سادات گرامی حسینہ باوردی مراتب
 دانش سر حلقہ ہوشمداں و ریاضی ہم و بنیش حشر شہید الشہ را عالمی اند باعل و
 در فنون علمیہ فاضلہ است و اکمل انوار زہد و اتقا و سیما نورانی سیما ہم فی وجوہ ہم
 انوار الشہ و پیدا و آثار و روع سدا و تبلیہ فی التورات و مشاہیر فی الانبیل و در ذات حق
 صفات ہو پیدا و وجود شہ و نعت مندی ساغ خاطر و فناں ما را از جوہر حیرت مشاہدہ
 الہی بالمال و صراحی دل لا ہوت منزل ہر ذوق صدائے لعل اذ کار خداے لایزال
 سے ہست کہ خیال تصوف بیشتر است و رغبت بدیگر علوم کمتر اوقات متبرکہ روز و شب در
 صلہ بپیر احمد اللہ بکھریا و اہل وطن و ملک شہان شہیدہ کفری و سیاری میصد اسقال کرد

اڑ کر نکلا ہے جھڑی دل بڑھا جس سر سے پاؤں تاک منقش جوں طرؤں ہے

دل سے نقش اکھڑے گا مرنے ناگہر اس نے منہدی لگے ہاتھوں سے کنگن بڑ

اشک جب گرتے تصویریں دُر دنداں کے رولتے خاک بھی ہاں جا کے تو گوہر ملتے

خاکستر پروانہ ہوا سے کی جہاں سے گریاں رہی شمع اگر رات بھر ایسی
استانِ مخلص مہد تو انینِ حلم و احسان مجھ احسانِ عرب پیائے جانِ خلف
سینِ ارساداتِ رضویہ دارِ امرا بانی نامی دولت مرہٹہ مولد و محل نشو و نما و قصبہ برو
نورِ عقل و ان متنازعہ معصراں و حسنِ اخلاق یکنائے زماں۔ در فارسی خطِ نیکو می آید
ار روئے چند شعلِ ابرا مری مابند و اصلاح سخن از خال خود سیدِ امیرِ سپاسفتوں میکنند از ایشان

سُنتے ہی تیری لولِ جال میں رہ رہی طاقتِ سقاں ہمیں
وہیں آنکھوں سے بہ چلے آئو جب کہ آیا ترا خیال ہمیں

احمد تخلص ہادی دہر استادِ عصر جامعِ علوم و حکات حاوی
مسائل و روایات، کشفاتِ مشکلاتِ حلالِ مفصلاتِ مقبولِ بارگاہِ ملکِ احمدیانا
مخدومِ مناسبتِ احمدیہ اور اندر مقدمہ اصل از حجتہ بنیاد احمد آباد در جمع فنونِ عربی
فارسی مرید و ہر جمع الاماہلِ رباں اکسبابِ علومِ طاہری از سید میرزا علم صاحب
اشغالِ باطنی از حضرت بڑا صاحبِ خدا نما منودہ بیشتر طبعِ نظر قدسی از مبتدیینِ تعلیم
بود بسیار سے طالبانِ علم استفادہ علومِ سیکر دنداں وجود یکہ در جمع فنونِ یکتا و بے ہمتا
بود اماریا غنی و الہیاتِ ختم ہر ذاتِ شریفین شد در سالہ چہد و ریاضی و الہیات از
لصافیفش یا دگا روزگار است و استادنا مولوی نور محمد صاحب کہ از اعظمِ فضلا و

در تصانیف خود ہا نوشتہ کہ باشاعر اعلا طبع ہمطر ز بون دلالت است بر تیزی
 فکر شاعر الحاصل اکثر کلمات شیریںش کم از قند مکر نیست این از خلاصہ دکا خالص خلاصت
 میں ہو کے خاک بھی رہا گریاں فراق میں انکوں سے میرے تر ہوا میں سیم کا
 وصف انکی ہم نے سہی پوشاک کے لکھے ہر شعر ہے ہمارا حسیفہ کلیم کا

جو قریب خانہ آیا اُس کو دیوانہ کیا سایہ پردیوں کا بنا سایہ تری دیوار کا ۔

دیدہ نے گوں کا ساقی ہے جنوں سلسلہ ٹوٹے نہ دو رجام کا

نہ توڑیوا سے بدستی میں تو اسے ساقی جو شیشہ دل ہے تو ساغر ہے آبلہ دل کا
 اُس بت کا فر کو ٹھہرایا الجھکر باؤں میں سر پہ ہے احسان میرے رشتہ زئار کا

پوچھا جو حال روزِ قیامت کیا رہے رُخ سے نقاب مام پہ جا کر اٹھادیا
 یاں تک ہے مجھ کو ذوق گدائی کوئے یار سایہ کو سر پہ آیا ہم تو اڑادیا
 وہ ترسے کبھی ہیں آتا ہے سامنے محکو خدا نے کیوں نہیں رد بر تقادیا

جو آتش جگر ہے ہواں ہر استخوان بروانہ ہت ہمامی شمع مزار کا
 دیکھا اس پر ہی کو شمع خود دیوانی ہو گئی رشتہ ہے اہل میں سیر گریاں کے نار کا
 روئے منور اس کا دلِ متعلہ رن مرا احلاص سامنا ہے یہاں نور و نار کا

دل جو پونچھا دکھایا ابروئے رنکٹال مدد عایہ تھا کہ وعدہ اک جہینے پر گیا

تجربہ و مراقبہ مصروف مہمدا گاہے تکلیف آتا یاں کلائے یار از اسرار و معرفت می نمایند
از سخنان حقایق سیاں میں است

دل کے شیتے میں ہے عکس رُوح الوری بیدا عین مٹھو دیں ہے جلوہ دلبر بیدا
احمد نخلص مثرہ شجر بیاد سید احمد سیاں از مشائخ زادگان ایں
بلدہ متبرکہ سلسلہ نسب بحضرت محبوب صمدی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرفر میر
دست ارادت در خاندان قادریہ دادہ چونکہ از ایام صغر سن شوق کسب الہی ابتلاع
طریقہ ہوی بیشتر است بتل و توکل را شعار خود ساختہ از دنیا و اہل آں گریزاں دلہذا
شغل علوم ظاہری غایت کم ملکہ ربیعہ بکلمہ نیست لیل و ہمار مصروف صوم و عملوہ و مشغول
در و طاعات اند اکثرے از قوم تو ابیر معتقد و گردیدہ ایشان اند گاہے بارہم مجہان
مہمی فکر مضامین ربیعہ می کنند اکنوں اداں معترض کلی است بعد تصنیف ایچہ کہ یافتہ
بتحریرش می بردارد و آل میں است

نہ آیا کر کے وہ اقرار شہ کا گھر مرے ہمدم جواب سنے میں ملتا ہے تو نظریں کیا جا رہا ہے
اخلاص نخلص امیر ذوالکرام عبدالرحمن خاں نام عرف سید و میاں خلف
نواب مبارز الدولہ ابراہیم یاقوت خاں بہادر نصرت جنگا المستہر بنو اب بالو دلی نصیب
سبحن من مضافات سرکار سورت امیر زادہ ایسٹ مہصف لصفیات پسندیدہ دینیے
است مجمع اخلاق جمدہ عرصہ حیدر سال است کہ راغب شعر گوئی اندا بیات رنگیں و
نظم مین می دارند گویند در مکان فیض بنیانش حفل ساعہ معتقد میگردد صاحب
دوان اندو یک داستان عشقہ لطیف تنوی قریب جمدہ زار بیت فصاحت تمام گفتہ
اگرچہ در تحصیل میں جنیدان رختے لغز مودہ ماد جو دآں باب العز بہائے شاعری دخیں کترہ عالم
آئم ہنوز شہد صحبت ایشان بحیثیدہ مگر از مطالعہ اشعار مستفاد گردید کہ اکثر مذاق کلاش
ہم انکار تیغ ناسخ است و ایں ہم بر بلو طبع ایشان دلیلہ است میں جنانچہ ماہر ان میں

اسقدر نیچا دکھایا ہے ندامت لے مجھے اپنا سوئے آسماں دستِ عاہوتائیں
 کیوں نہ لذتِ عم کو دیکھو تیرے نورِ یزد کا کوئی شک جو کساپ مانک ہے لے مزا ہوتا نہیں
 دل میں تباہی جلا کر خاک مانے کو کریں نامہ بر کوئی سہارا جز صبا ہوتا نہیں

حقیر کر دیا یوں روئے یارے مہ کو کہ چاند روئے منور ہے اور تارا چاند

دو قدم قاصد سے آگے سقری نے کھا کوئے حاناں میں ہیں بیخیا نامہ سرے پیشتر

مر گئے ہاتھ سے جھٹتے ہی کنارِ دامن رستہ عمر مگر بکھا ترا تارِ دامن

گد ر جانا ہے سر سے بزمِ ستاں میں بکدتی نہیں کچھ حاجت سرگردن ہبائے ہبیا کو

اصنیانِ نازہ کب ہے حسنِ عالم تاب کو کیا توں کی ہے حاجت چادرِ مہتاب کو

بس کس بکا مذبحِ تیغِ جفا ہوں ہم آوازِ ناقوسِ شورِ گلو ہے

واہ رے جلوہ حسنِ رخِ رشکِ مہتاب چاندنی ہو گئی شدید کی اندھیاری سے

سوزِ جگر نے موم سراپا بنا دیا سگِ مرارِ شکل ہے شمعِ مزار کی
 سبزِ دل ہے یاد اُس گلِ عدلی کی تاثیرِ نفس میں ہے بادِ بہار کی

اُس کے ماذک لب پہ ہے اخلاص خالص سگِ سود کعبہ سے بابِ مدینے پر گیا

بوجھا جو اتہائے خنوں کو سیم سے اک منست خاکِ بات میں لیکر اُڑا دیا

اُس پری کو کس طرح کوئی ستھر کر سکے جس نے دیکھا اس کی صورت کو مستخر گیا

کر دیا سید اربابِ ہیتا کو گلا گئے اپنے حق میں بن گیا عجب دہس غما رکا

نہ کیونکر ضعفِ دل عینِ ہے ترکِ فکر کو ہوئے حوالہ تو ہم تو ازل سے ناتواں پیدا
عدم سے اشتیاق کو سے حاناں بہ رہا ہکو ہوا میں مثل طفلِ شکِ دنیا میں رواں پیدا

روکشِ دردِ تنوں سے ازل سے ہیں تعلقہ رو سوئے زمینِ رُخ نہ ہوا آفتاب کا
سمجھتے تھے کعبہ اس دل کا مرکز کو اپنے ہم نکلا یہ گھر تو اس ست خانہ خراب کا

اے سرِ نوسلہ خنوں حوں اخلاص ہے یاد بچھ آئے لگے اُشخ کے کاکل کے بیخ
ناتوانی کے کیا صیاد ابے محنتِ اسیر حلقہ آئے دام تھے دو دلِ بل کے بیخ

بامِ پُرانا ہے جو دو مہرِ وشنِ زردِ کشام نکلے ہے خورشیدِ شب کو یاں قمر سے پیشتر

یاد آتا ہے ہمیشہ قصۂ یوسف کا حال مچکوتا فاقِ یدِ راوِ بغضِ خواں دیکھ کر

شب ہجراں میں تیری مجھ دم تک تیراں ہیں اختر شماری کے سوا کچھ کام اختر کو

اتنا جو پُر عبا رہے اختر یہ دشتِ دل یاں سے مگر سواری کسی کی گذر گئی

مُو نہ بے سطر نہیں آتی بل لے تیری کمر کی باریکی
اختر مگر تخلص اسمش صی الدین پسر بنتی عبدالحکیم کمر در عظم ہندی .
 اردالین کمر نہایت در تارہ مشقانِ سورت بحر طبع روانش پر خوش و خروش ہموارہ
 شریکِ مشاعرہ سورتِ میند دریں من برہم صحبتاں تفوق دارد و حرۃ از صہبائے
 فکرین ریختہ می شود۔

اُٹھ گیا سوتے میں بوقعہ متوجہ رنگِ حُور کا تھار میں سے آسمان تک ایک شعلہ نور کا

آئینہ رو کی قدم ہوسی کی کیا رکھئے امید ہاتھ چومے سے مزاج اس کا مکدہ ہو گیا

سگِ ل گریہ کہاں ہے دیکھئے ناظر اشک مانی بانی کرو یا بانی سے بھفر کا مزاج
 قطرہ اشکِ نکھ سے گرنے ہی دریا ہو گیا عم میں بجز حُسن کے بانی ہے گوہر کا مزاج
 میری آہِ سرد سے دم میں ہوا سکون کام کیا ہی نازک ہے یارب جیر دلہ کا مزاج

برگِ ببل تصویرِ گرچہ ہل نہیں سکتے یہ جوں رنگِ خنابر و دار کی رکھتے ہیں قہم

اشعۃ نیک سے لاک عالم تہ و بالا کیا حادثے ملکوں میں اس اختر درار کے
 سلہ آگروہ ہنگامِ حوالی در صورتِ مُرد۔

آحقہر تخلص پدرا رشا علی شاہ اصغف زنا من مطلع نیم از اوست
جاوے مر اگلہ وجو اگر باغ میں تڑکے گل ہو کے چل گر پڑے ہر شاخ سے جھڑکے
آحقہر تخلص احمد علی نام ارماندگان حیدر آباد دکن ساہائے سال
عمر عزیز خود را در سورت گذرانیدہ ملاقطب الدین قطب بیوستہ در مصاحبت
خود می داشت گویند حظ استغلیق را بچو خط یا قوت بان شیریں می نگاشت شاعر
بود نیک فکر و دست اندیشہ وجو اے بود دل خستہ عشق بیشہ نظر بخلعشش ز نیرنگی
گردن تقدیر بایش گرفتار سلسلہ عشق بر می میکرے ماہ طلعتہ از اہل نشاط ہفتابا ہے
شدہ ہفتاب محبت در دلش پر تو انداز گشتہ کیا رستای صبر و شکستی و در حبت
ہوش و ہوشیاری برباد دادہ داعیائے حلقہ انگشت اور اکثر اعضا خوردہ بود
و در عشق آں نمناد قد کلمہ از ہموارہ خود را رشک سر و چراغاں می مود از حبیبے عاشق
روشن کہ گردن فلک آں آحتزل سوختہ را کجا بردا غلب کہ ستارہ زندیش مود کردہ باشد
رعشہ کرے ہے جو ہر آئینہ جوں سرب و حشت فرا ہے یہ ترے عالم نگاہ کا

دیدار سے معشوق کے ہے حیرت عاشق ہے برگ گل آئینہ جیسے دل فی طبل
کی متن طہیدں جو ز بس اُس نے چہیں ہیں ہے نکہت گل گرد برانش فی طبل

محرورم برگ بین ہوں میں مجبو چاہئے سرمایہ بہار کو و قف غزاں کروں
سرگرم غفل دیکھ کے عیروں کے ساتھ اے دل جا ہنسا ہے آکھوں دیا رواں کروں

لسان سمع دل کو ہر دم از خود رفتہ پائانوں سفر ہے بال قامتیں بھی اپنی جان مہر کو
طلوع ہر ناماں کس طرح ہوتا ہے ہم دیکھیں ذرا سر کاٹے چہرے سے اس زلف معر کو

خیالاتِ رنگیں و صحیفہِ خاطرِ حیرتِ مہبطِ الوار و کارِ متیںِ بلبلِ خوشِ ہوا سے قلنسُ درِ باغِ لیا
 مضامینِ ترمیمِ ہر سہ پہلے چھینچ کر تیریں دماں و طوطیِ خامہِ ندرتِ طرادتِ بگویایِ سخنانِ
 دلفریبِ کمرستانِ دیوانِ رنگِ گستاخِ مبالغہِ رسید و اسِ جینہِ گلہاںِ رنجیدہ
 کیا کیجے بیاں تیری بختی کے اتر کا جوں حطِ شماعی ہے ہر یکِ تارِ نظر کا
 آگے اشکوں کے رہا ایک گھر میں تنکا گھر مرا تھا مگر اس دیدہ تر میں تر کا

عمرِ زہ و بازوِ اداس سے کی بورڈنِ ایک بار کوں تھاؤں میں کہ وہ دستِ سخن نہ ہوا
 آنکے معلوم ہیں کس نے کیا قتلِ امیر قاتل اس کشتے کا لوسے میں مقرر نہ ہوا

حالے سے دل کے آٹھ پیر کا حلل گیا کھٹکا کرے تھا پہلو میں کاشا کھل گیا
 ایسا ہے کہ دل کو بھی سلیں گئے یوں تھے بے وجہِ مہرے آگے وہ مہندی مل گیا
 خوابِ گراں سے آنکھ جو میری کھلی تھی حجابِ گراں سے آنکھ جو میری کھلی تھی

رقیبِ بکچہ بہت ہی کھچا رہتا مگر اس نے میری آغوش میں تجکو خدا جانے کہاں رکھا

گھائلوں کو سبز رنگوں کے امیر ہوا اگر مرہم بھی تو زنگار کا

تراہیاں تک تصور کر کے میں رویا کا آکھو گ تری صورت کا آئینہ تھا جو قطرہ ٹپکتا تھا

دیکھ حیرتِ میری مالائے گلہ جلتے جلتے اُس کا خنجرِ مہم رہا
 بیاں تملکِ فسادِ دگی خاطر کی ہے اشکِ نکل کھوں میں اگر جم رہا

یوحنیم سیہ تاب کو سرے نے کیا تیز تلوار کی جوں سنگِ فساں دھار کائے
 اظہر تخلص کیے از شعرائے متقدمین گجرات است ما وجود بودن مخلص باظہر
 اسم و رسم طائر نیست سوائے این قطع منزل شعر دیگر منظر رسیده اریں اظہر است کہ
 دریں فن فکر درست نداشتہ ہد امن سخنہ

اظہر کو کیا قتل زری باکی ادا لے لے کامرید کین مری داد دلا جا
 اضعف تخلص ارشاد علی شاہ مرتضیٰ حنفی حریف پوشاں سورت است
 فقیریت متواضع و خاک رسیدن دریں روزار نو دم تجاوز کردہ ماتد گاہے فکر سخن
 می برداخت سیدم کہ در عالم شباب سودائے زلف یری پیکرے پردہ پوشی در سرت
 گاہ گاہے روئے خود را ہجو زلف سیاہی زدہ صد جاک گریباں بال پریشاں
 بساں اسک با ہجوم طفلان احرام جنوں بستہ خر سوارہ بکوچہ سہر بستہ اش
 گد رمیکرد تا بتقریب تماشا آں ماہ جاریہ برب بام طلوع نماید و پردہ چشم منظر
 مار شک چادر بہ تاب سازد سوائے این یک شعر دیگر اشعارش یدست یقیناً -

نخی ارل میں دوستی اُن سے ہماری ہو گئی عاشقی کا بیج عالم کے بہا ما ہو گیا
 آفریز تخلص عمدۂ فقہائے صایب مولوی محمد صاحب ابن مولوی حمید لکھنوی
 تولد و نشو و نما دریں شہر است از اولاد امیر المؤمنین ابی بکر صدیق بر مولوی گرتی
 عدالتِ ابن شہر قائم بودہ علم و فن مسخفر دارند عالمی است خوشخو خوش خصال رضی اللہ تعالیٰ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما لوف الغزل کمتر راغب قصائد و تارخ بیشتر من نتائج انکارہ
 اب ذرا سمجھا ہے اپنے دل میں لیکن پیشتر عشق میں آفریز بھی اسکے بہت آوارہ تھا
 امیر تخلص سرآمد فنون ہنر پروری ماہر علوم عقلی و نقلی سید میر علی اسادات
 علیہ رضویہ تولد شریفین در دارالخلافت دہلی رودادہ و لیس تیز دریں ممالک رسیده
 بحر خلق و کمال آں سیرت فضل و فضل با پیدا کنار است لوح دل صفائش محل بقوش

سراگر جائے تو نہ دیویں سر بے وفا ایسے با وفا ہیں ہم

نوحی نیر حُسن ہے بے لطف شک نہیں ہے لے مرزہ وہ چیز کہ جس میں شک نہیں

کون آتا ہے سیر دریا کو شمع مہ ہے جناب میں روشن
ایک ہے سو ہزار لاکھ میں ہے ہو یہ نکتہ حساب میں روشن

عین ظلمت ہے نور وہ جس کا نور سے تیرے اقتباس نہیں
خوں ہوئے ہیں لاکھوں رات یک حیف رنگیں فلک کلاس نہیں

ہے دہن دُرج گہرا اس کا دل کیا فائدہ مار زلف اس کج کے نزدیک ہیں مٹھ ہب کے دُ

کلجا ایک عالم کا یکا یک ہو گیا ٹکڑے الہی رخصت نیش کیس نے دسی مہرگان کو

جھوڑے ہوئے بیٹھے ہیں ہم ساری خدائی کو اب و دیں تو لے ہم دم کس کی جدائی کو

رکھے ہے خار ہر یک کھینچ کے داماں مجھ کو پُر محبت نہ نظر آیا سیباں مجھ کو
باعث ایداکا ہوا دل کا پھسانا مجھ کو تنگ کرتا ہے بہت زلف میں شانا مجھ کو

ہاتھوں سے خورو یوں کے تلوار کھائیو لیکن فریبان کے نہ زہن ہار کھائیو
اس بد زباں کو چھیڑنا اچھا نہ تھا امیر اب دے جو گالیاں سر بازار کھائیو

ہوں سینہ صاف سادہ رخوں پر یادِ عشق کہڑے پہاڑ کے آئینہ حیران رہ گیا

یارِ بتن کا فرسے بھی یوں جان نہ سکے جس طرح مجھے کوچہ خانوں سے نکالا
اس طرح کو یہاں تک کہ دلِ خوش سے عداو جو پھول تھا اس کو بھی گلستاں سے نکالا

تشنہ لبتِ شبت میں چھوڑا نہ کبھو کاٹا ایک جن دنوں ہم کو سرِ آبلہ فرسائی تھا

جوں جوں تو قطعِ دوستی میری کرے گیار بڑھتی ہی جائیگی شجرِ ناک کی طرح

کب آسماں رسا ہو دعائے پر آرزو، سگ گراں نہ پہنچے جو ہونے کاں بلند
گردل میں دھیمان اٹھنے کا کچھ خوش سیل بالیں سے خاک سر کریں ہم ناتواں بلند

جوں بوئے مے آوارہ ہوں اس کے کہ ہوتی ہے مدت سے رہِ خانہ خمار و سراموش

گالی بھی اس بلج کے ہونٹوں میں ہو بلج ہر تے نمک کی ہوتی ہے تاثیر سے نمک
کیا خوب زخمِ یا کا ہمارے کیا علاج ملو دیا ہے خون نے زنجیر سے نمک

اس کے اس نازک لبوں سے دیکھو طرزِ سخن جھڑتے ہیں کیا پنکھڑی سے پنکھڑی سرس کے بول

مست تیغِ میان سے نکالو بن مارے تمہارے مر گئے ہم

اس کے دیدار کی اُمید خدا سے ہے امیر روؤ اتنا کہ رہے بھر بھی بھلا کام کی آنکھ

نئی صورت نظر آتی ہے ہر کیلا شک میں مگر ہے صفحہ ارشاد رنگ اپنے حشم کا پردہ

بات ہنسی منہ سے نکلتی ہے کہے گریہ کی فصل آپہنچی مگر بھر کر جنوں کے جوش کی
خندہ تہقہمہ کے آتی ہے مرقعہ سے صدا ہے مگر اس میں شہیاسِ رُغفانی پوش کی

آج عاشق لے ترے اوبت معرہ سنا جان دی شمع صفت صبح کے ہوتے ہوتے
مجھے کیا جلے نصیحت ہو بھلا سوچا امیر تم اُسے دیکھ کے کیا دل نہ کھوئے بکھوتے

مرگ کے بعد بھی جھوٹا رہا حلا نام لے شمعِ تربت کی مری کر کے جو حامن چلے

تیرا کچھ اور چرا کے آنکھیں مسہ موڑ کے اور مسکرا کے
کس لطف سے بوسے کی اجازت دی اُس نے فدا میں سدا کے

کھانا جھگل میں کون مجھ کو بقی حاک تو میری اس گلی کی

بلے برائے سے جی بچا ہے مشکل بنے ہیں جو برد کیسے بلا کے
انجمنِ مخلص سرورِ سیاہ نہ نیا صد نشینِ زمرہ مغر فاہیت الغزلِ جریدہ
سیادتِ مطلع دیوانِ سعادت مقبول مارگاہِ لم یزلی میر احمد علی خلف سید امام بخش
سجادہ نشین درگاہِ عرشِ اشتاہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم قدس سرہ جون سب شہنشاہ

مہ و غور شید اس کی محفل میں جیسے اندھے چراغ ہیں دو نو
 ٹیٹھے ہیں مہ سنا اتمیر اور یار آج کیوں بدواغ ہیں دو نو

ہر آں یاد زلف جہاں مشک سوڈو اس زخم دل کو کب کسو مرہم سے سوڈو

وہ جلوہ کب نہاں ہو دل ماتش باشیا صہبا کہاں سائے حویلیا ہو چور چور

یہ جانو کہ کشتہ ہے اس چشمِ شلوخ کا حوٹے سبرہ خاک یہ مگران چور ہو

تقی پس کہ زخمِ خجرت تل کی آرزو حوں ہو گئی ہے دل میں ہی ہر دل کی آرزو
 تادیکھے جھپ کے رخ تر پر دانگہ گردائے رکھے تھی شمع بردہ حائل کی آرزو

میں کہا آج کی شب ہاں بھی کرم کچھ ذرا پاؤں کی مہندی کا ہاتھ آیا ہانا اس کو

ہے رسِ نفیس سے خسارِ درخشاں کے اتیر طعنہ زن مہر پہ اس رشکِ قمر کا تکیہ

یارو آئینے سے تم کچھ مری لوحِ مزار دھیان رہتا ہے پری کا مجھے تصور کسا
 یاد بھرائی ہے شاید کہ اُسے کاکل کی لوئے مشک کی تی ہے حونا اتنب گیر کسا

حالا مری سوزِ دل کل بجالی اتیر ہو گیا بروقت آبِ تیغِ قاتل سوختہ

حرف البیاموحد

باقہ تخلص اسوہ شعر المصنوع فصحا سخن پرور نظم گستر استادِ سلم میر باقر علی
 سخاری از فرزندان حضرت شاہ عالم مولد در زین البلاد احمد آباد اکثر اوقات مقرب
 دیں فارسی کہ سردارانِ دولت انگریزی استفادہ علوم میگردنند و سیر اکن دکن نمایند
 و مودہ انواع حسب فیصلت را با نسب سیادت جمع میدارند فائز است سخن پنج نکته
 پرور و علمے خوش کلام و خوش فکر پیا در رسوم شعر و قوافی و انشا و عروض بے نظیر و در نگار
 است طبع تفریق سخیا لات فارسی موزونی تمام وار و گاہے بحر یک ہم عهدان خود سخن
 بر بخت زبان میگردند و خلاصہ خیالات ایصال است
 حو لب سے اپنے قسم وہ گلے عذار کرے دہان عجب صفا کیوں رہ بخیمہ دار کرے

عکس جو ہر دم تمشیر دو دم میں قاتل نامے مالان کے لئے سرمہ خاموشی ہے
 باقی تخلص یکے از متقدمان مشاہیر شعر احمد آباد است در پردہ اخفا مانی
 مادہ از دوست

خدا یا کیسے دیر نے میں لے ہم کو ڈالا ہے نہ دلیر ہے نہ ساقی ہے نہ تیشہ ہے نہ بیلا ہے
 بخشش تخلص شیخ احمد نام المشہور بہ بخت میاں شاگرد میر انان اللہ آباد آئین
 تاجران نامی سورت بیاض صاحب ذہن عالی بودہ در فارسی و عبرانی شایستہ
 قدرت است لازم جانب سرکار کبھی بر تعلق منصفی قائم بودہ کتابے کثیر الحکم مسمی بہ
 حدیقہ احمدی ششملہ احوال عروا ت جناب رسالت کتاب و خطاہ الراستین و ایامہ
 انشاء عشر و سایر ملوک روم و شام و ہند و درنگ در اجماعے ہندوستان عبارت سلیس
 تالیف ساختہ و دیباچہ اور ابنام و اب قمر الدولہ افضل الدین خاں بہادر والی توت

احتیاج شرح و بیان ہی دارد لهذا بتحریر احوال فضائلش می پردازد و دل صفا
مسرشن چون سیرت بزرگانش از توهمات امور دنیوی صفات صاحب خلق عظیم
و علم عظیم حقیقت بنیش موحدانہ دوست و دشمن را یکساں می بیند از تکلا
تحصیل علوم فارسی را بدرجہ بند رسانیده گاہے باشتغال فکر بخنِ مکلف ادقات خود
می باشد و خود را از شاگردان میر کمال الدین حسین کمال می شمرد از نتائج افکار است

کوں اس مت سے کامیاب ہوا بسندا جو ملا خراب ہوا
ہوں گے سب کے محو حلق اُن کے گزیرا حشر میں حساب ہوا

حالت برع میں اڑھا دینا میرے سرودی آسمانی شال

اللہ سے کیا حج ہے قسمت کا ہماری جو بیچ میں زلفوں کے وہ رکھتا ہے ہمیشہ
استحقاق تخلص محمد اسحق مام از ظاہر لبان ستورت برا کثر اضاف علوم عبور مودہ
گلدستہ معانی رنگیں کہ از تار و پود فکر متین ادب و ارتباط الفاظ پیوستہ بیچ کفشت
ربا در دیباہیں غولی صورت نسبتہ چوں در اکثر اشعارش مضامین حلویات و شیرینی
بیک مذاق نیکو یافتہ میشد حافظ داؤد دلکش از شوخی و شکر خندگی میگفت کہ این شاعر
شیریں کلام اسحق اطعمہ مال است با وجود قابلیت ہجو زلف خوباں ارا نکسار و شکستہ عالی
سر تواضع و پست می دارد اگرچہ شاعر مذکور استعار سیار می دارد اما بر بنا بر عدم رسید
ماچا بریں مبتی مشہور شش کشف کردہ و ہو ہذا
کاشکے کوزہ بنا ہوتا اگر اسحق تو تشنہ لب ہو وہ ملا تا تجھ سے کہ کن ٹہتا لب

سکھادو ہم قفسو چال تم اسیری کی کہ پہلے دام میں لُفت کے دل بھنپاؤ آج
شہید کون ہوا دشمنہ محبت سے کہ اس کے کوچہ میں یک طرفہ باجراؤ آج

ربان خامہ لُفت کی ہو گئی گوئی وگرنہ ایک نگلے کے سو جواب لکھتے ہم
جو خط کے پڑھنے کے مست اگر وہ ہوتا تو ملا دو شفق و عالی حنا لکھتے ہم

فرش گل پر وہ قدم رکھ کے ہو چیں بھیں ہر رگ گل کو کُف یا کی نہ اکت معلوم

کیا کام ہیں جتر سے اور طل ہمارے طوی سے ہے خوشتر تری دیوار کا سایہ

جب کہ اس گل کا مجھے ٹیڑیاں آتا ہے تن بے جان میں سورنگ سے جان آتا ہے
چال اٹکھیلی کی چلتا ہے خدا خیر کرے حشر رہا کہیں ہو یہ گسان آتا ہے

دل کو تابے تن میں توں ہے فقط ایک دم سودم کا ہماں ہے
بسمِ نخلص آتشِ ظہیر الدین ابن غلام محی الدین قاضی قصبہ کلیساز
تازہ ستقانِ این شہر است و درین فنِ ناگرد غم خود در الدین میناب لذت
تیرے شوقِ وصل میں رو رو کے حوڑاں آج طفل اسکوں کو بنایا دیدہ خوبار نے

موتیوں کا ہار سیہ پر بھارسے دیکھ کر سیہ عاشق یہ حسرت کے کئی بھوڑے ہوئے
بریاں نخلص کے استغفر انقدم گجرات است حقیقتش کا حقہ بوضوح نیو است منہ
جب مصوڑے پری نراو کی پینچی تھو پر لے لیا ملک فرنگ چین کو تسخیر کیا
لے بیٹہ ماں لعل اہل سر دک الا صاف ہے

نوشته و از اتفاقات حس میاں سچو صاحب مادہ تاریخ اتمام تالیف رس نام
میر افضل الدین یافتہ و بدین صورت سلک نظم کشید تاریخ :-

بہد افضل الدین خان نواب مرتب گشت تاریخ گاریں

رگل تاریخ ہا اعلیٰ و افضل دلیل مصلحت بس بوداں

کہ آمد سال تاریخ تیس برابر نام نامی میر افضل الدین

در تہر شوال سنہ خمس و ستیں آپیں بعد الف ازین جہان فانی لعالم حاد و الیٰ خستہ ہستی
ہرست و نواب مصطفیٰ حاکم شیعہ تاریخ خلعتن ار دار اسخلامت دہلی مدینہ کفہ
فرستاد تاریخ :-

کیا کیا نکو نسیم عدم آباد کو گئے ملک جہاں خراب ہوا ایسے سال میں

حاصل اس حوالہ صاحب و دیدار کا فروغ نکلا جو مدرسے بھی زیادہ کمال میں

بخنڈ میاں یہ نور جو رسا دم وصال سال وفات آگئی میرے جہاں میں

از دست -

اس رشتہ اُلفت میں کیوں کا عالم ہے ہر چاک گریاں کو کب تک ہی سیکرنا

وعدہ وصل سے غیروں کے دل شاد کئے ہاں مگر ایک دل بخت حسن کا جلانا جانا

گمانِ عتق سے چھٹ کر لگے ہزاروں تیر جب اس کی ابو و مزرگاں کے سلسلے دیکھا

عہد پر اپنے دلربا نہ رہا نہ رہا پر وہ لے و فنا نہ رہا

لکابے شتر غم دل میں اکے شک میاں کا مری بالیں پہ اسے سہم نہیں کچھ کام علی کا

عزت میں بدل کی دولت سے داغ دل درہم طلائی ہے
 بیتابِ مخلص بدرالدین نام ابن حافظ محمد شریف از موطنان این بلده است
 چند سال در خدمت والامرتت حضرت قندگاہی ماندہ دو سال است کہ در سرکار
 نواب اودشاہ سگم صاحبہ برانشا پرداری مامور شاعر متورع و متدین است طبع موزون
 می دارد و بارہا شریک مشاعرہ میشود از خیالات اوست
 شکل آئینہ میں مت دیکھ بری رو ہر دم در نہ اپی ہی تو صورت کا دوانہ ہوگا ۔

اعجازِ عیسوی سے لبِ یار کم ہیں زندہ کیا ہے جس نے مسیحا کا نام آج

کشتہ مار ہے تیرا بیتاب اوس مسیحا ذرا دہر کو دیکھ

سُرخ دامن برکناری کی نہیں تحریر ہے سعلہ موزاں دل بے تاب دہن گیر ہے
 بیہوشش تحاصل میر رمضان علی ہاشمی ز ہند لودہ سالہا در صورت
 اقامت داشت وہاں کا انتقال اردار فانی کردہ بیہوش سمرست ارادت عبداللہ
 شاہ بخرد بودہ چنانکہ او خود میکوید شہر
 تصور کر تو اسے تیہوش اس آئینہ دل میں کہ آئی ہے لظریں شاہ عبداللہ کی صورت
 اوست

موسمِ برسات میں دلبر ہوئے پاس حیف اور کیا رکھیں گے تجھ سے لے ننگِ آس حیف
 طالع بد کی شکایت کس کے آگے کیجئے ہم کو جاہت آپ کی ہرگز نہ آئی راس حیف

بلیغ تخلص غلام قادر نام مولد سن لکھنؤ نشو و نما دروکن یافتہ از عرصہ ۵۰
سال دریں نواح رنگ اقامت ریختہ حال از چند سے در سلک ملازمان گنگوڑ
منسلک است و در زمانے آپا صاحب را در ہمارا جگہ گنگوڑ والی برودہ میباشد زیادہ
ازیں جہ نوشتہ اید کہ کلام بلیغ است از فکر کردہ اوست

زلف کی یک گرہ کو کر کے خطا رشک صد نافہ غضن باندھا
ہنیں دنبالہ سرمے کا آخر قسم نیلے ڈورے میں ہرن باندھا

دیکھتے ہیں سے اہل جہاں ناحق گہن دو در آہ عاشقاں سے ہے جو کالائفاں

خواہش ہے ہر رنگ تجرّف کی بلیغ آنکھوں کے حوں سے اپنا شہستان ہوا ہر گز

ہر برقعہ پوش اس لئے جاتا ہے باغ میں تاجپن کے آئے بوئے گل س کے دباغ میں

جوش کھاتا ہے سمندر دیکھ ماہ چار دہ موجزن ہوتا ہے بحر اشک روئے بار دیکھ
بہا در تخلص تیج بہادر جہ بخو میاں محسن حدالین بخشد شنیدیم کہ بسیار

مرد و جمیع دغوش اخلاق و در معزز اں ہم عصر خود طاق بودہ از زادہ طبع اوست
ہیں بخومی صاحب میں حیدراں جب سے پایا ہے ریب وہ در گوش
بہا در تخلص تیج بہادر عرف تیخو میاں بسر بخو میاں محسن از نو سخن گوینا

سورت است از دست

یصعف ہے کہ سورتِ قالیں کی طرح آب کروٹ کا پھیرنا ہمیں دستور ہو گیا

فصل الثام

شنا تخلص تیج تار الشدا از شیخ زادگان احمد آباد بودہ و از اجل تلامذہ
محمد ولی المتخلص بوبکی و کسب فیض باطنی از خدمت مخدوم العالم مولانا محمد نور الدین
حسین صدیقی السہروردی حاصل ساختہ و در زمان محمد شاہ در ہنگام زخمی شدہ
حضرت مولانا شربت شہادت حیت سیدہ و عمر گرامیہ خود را بصدق دل بنا پر خود
کردہ محاورہ اش با محاورہ حال مرتے دارد و بعد مضامین درست می یابد اما اس یک
دو شعر کہ موافق محاورہ جدید اہل گجرات است از سفاین قدیمیہ بہر سید دریل وراق
ثبت گردید۔

یہ ہو گئی ہے اُسے نام سے شنا کے ضد کہ شنا حد کی بھی وہ بت نہیں کیا کرتا
شنا کا کام یہی ہے کہ اپنے مُتہ سے بس سدا شناد ہن یار کی کیسا کرنا

اُسے اُس قاتلِ خوریز کے مقتل میں بنا جس نے سر بیا جھکا یا وہ سر افراز ہوا

فصل الحکم

چولائ تخلص جافظ کلام الشدا شیخ علام شاہ جانشین میاں مخدوم
قدس سرہ کہ از اجل خلعا حضرت شاہیہ میاں شد چول نسب صدیقی میدارند
بصدق اتحاد کیرنگ استفادہ علم عربی از خدمت زبدۃ المحققین قدوۃ المجتہدین
جناب مولانا دادامیاں صاحب حاصل نمودہ قراوت قرآن کریم مزہ خوش الحانی
پا ہنگ ان من البیان لحر استمعان را مدہوش میسار و دوم در گیس طبیعت و
زنگیں خیال سیکو نیک خضال دریں فن از تلامذہ میر کمال الدین کامل است

حضر التاء

تجرو تخلص عبداللہ شاہ نام بجز شعارد در علم ظاہر و باطن ممتاز روزگار از
قدیم سخن طرازانِ سورت است بزمینیت ہندی در فارسی زبان اشعارش زیادہ
مشہور است خورشید وار مجردانہ از مشرق بجانب مغرب تافتہ در سورت بسجد
مولوی غلام محمد صورت اقامت انداختہ بعد چندے بسفر عدم آباد یرداحتہ نظر تخلص
لودبغیہ در مشورہ سخن تجرد را با عزت منسوب کردہ اند رنگ این مصمون ریختہ کلک است
اس رویں لطف ہے ملک کہ خبر نہیں حور شد کیا کہ اس کے ملک کو خبر نہیں
تبسم تخلص عبداللہ کریم مولد رست سورت است اکنون از چند سال بتقریب
دادن درس زبان اُردو و بصاحبان وارد لندن در بمبئی اوقات بسر می برد و
در زبان گذشتہ بتقاضائے وقت بہ صحبت ملا قطب الدین گاہ گاہے چند
کلمات موزوں می کرد و بشاعرہ اسجا میشد حال شاید لب ازین خندہ بستہ اس
یک موج از تبسم غنچہ افکار است تبسم است

رواں تھا قافلا شکوں کا جو مرے ہم
سو اس تبسم غارت بانے لوٹ لیا
تسکین تخلص برادر عزیز مولوی میر حفیظ اللہ خاں کہ بصفات حسہ و اخلاق
رضیہ تفوق بر معصراں دار و ذہن و دکا و فکر سا در و آتش ظاہر است و در کم سنی
استعداد معقول در فنون منقول و معقول و نیز در گہرائی و قوانین آں قدرت
کاملہ بہر سائیدہ از ایام تسلیں شوق سخن گوئی پیدا کردہ از نتیجہ فکر
اوست

ڈالے نہ کیوں وہ مصحفِ بوہر نقاب کو حفظِ ادب کو رکھتے ہیں قرآنِ خلاف میں

آمدہ بود بملاحظہ در گذشت الحق کہ مضامین فارسی را دیکھ پ یافتہ است چون بریں
سینہ لائی آید را شعرا ہندی کہ ہجوں صدف ملو است گذاشتہ شد و دیگر در ریختہ
کہ رگ خامہ اش کم ریختہ است این شعر پندیدہ شد

کیا جلنے بھلا لذت دیدار کو اس کے جب تک کوئی بادیدہ خوبار نہ ہوئے
حزین تخلص حافظ علام حین از باب سورت است در ہنگام دیوانی
باوسیتا رام بدر بار گنگا گوار جاہ و منزلت کہ داشت نصیب دیگر اں شدہ مرجع و
تائب میر و فقیر بودہ دیوان در خدمت اعتقاد ہریدانہ می داشت جس سلوک بجا
می آورد آگاہ نہیم کہ چہ حادثہ پیش آمد کیا کرکت غربت را بر آرام و راحت اختیار
کردہ سالے چند غریب لطن ماندہ جوں صنایع ازل حمیر یکدیش را با عین بازی
شست و دایع جانگداری بر دوش نہادہ بسمل دشنہ ناز زیبا صورتاں پر می سیکرد
رخم حور و خند نگ محبت نگہ جان خورشید مسطر است امر و ز عمرش از ہشتاد و تھادز
چوں جواہر عشاق مزاج منظر احسن ملیح اے طاقانہ و بدید طلعت سیمیں
اندا مال مصطر بانہ بہر صورت حزین خاطر حزین خود را مسرور می دارد و بوطن مالون
خود کہ سورت است لے پروا بانہ عمر خود بسر می برد من اندکارہ

یہ صورت دیکھتے ہیں ہم چھپائے حبکا جی چکا
دعرا ہے ہاتھ پر دل کو چھیلے حبکا جی چلے
یہ نقد دل سر کوئے بناں پر ہم نے ڈالا ہے
غرض ہم کو نہیں سکی اٹھالے حبکا جی چلے
کرے شکوہ خیزیں کو نہ کر خفا و جورِ عالم سے
یہ عاشق دل ہے بے پروا تالے حبکا جی چلے

توقید سے باہر نہ کل اپنی زلیحہ یوسف کا ترسہ اور خریدار نہ ہو جائے
حسن تخلص سید حین نام حلف میر باقر علی باقر اکسب علم فارسی از پدر
جو ذکر دہ بخون لوبیسی معروف مر دختہ اطوار است داز شعراے مہرور احمد آباد و

از افکار او دست

کیوں دشت کو ہونہ سرخروئی ہر خار کو ہے زیارست پا

گریم جولاں یار کا رہتا ہے تو سن آجکل باد بھی اس کا نہ چھو سکتی ہے دامن آجکل
چو شش تخلص سید عبدالرحیم ار باشندگان این بقعہ شریفہ از سالے چند اقامت
پذیر سورت! خلاق حمیدہ می دارد و در فارسی نثر پندیدہ می نویسد بعد اتمام
رسیدن این اوراق شیرازہ عمر ش گشتہ شد حیف کہ جواں مرد و کال الک نی
سہر جادی الثانی سنہ ثمان و تین و اتین بعد الف ص ب ل لہ علیہ سہال الرحمتہ و
الغفران واسکنہ بحجۃ البجنان اور راست
روئے بہ نہ کر میرے دل آزار تبسم ہے تجکو ہنسی اور مجھے تلوار تبسم

حکایت کا پہلہ

حامد تخلص عمدۃ التجار شیخ حامد کھنڈ میاں بخشش مہین بسرا دست از
سرکار اگریزی بنجدست منصفی متاثر بودہ از سخنان ایسانست
مانگ اس کی تو مان مانگے ہے دل کو لیکریہ جان مانگے ہے
ابرو کرتی ہے ہم سہری اس کی رو برو اب کمان مانگے ہے
حجاب تخلص محبوبہ البیت کشمیر اہل بر فاقہ یک شخص مٹی کہ در جنگ کال
بجدست ترجمانی ہمراہ امیران دولت انگلشیہ بود و اور دیکھی شدہ چندیل قامت
داشت نظر تخلص آں نامت از حجاب مریا مد گاہے در ہندی موزوں می کمد اما در
زبان دری آں رشک کمک دری گفتا چوں رفتار خوش می میدار و غزل فارسی مع
کیسار لہندی بواسطت شخصے نزد فصاحت آبا مشفق غلام محمد المعروف بیاں سمجھ

خوشتر تخلص سید قادریاں نبیرہ سید مہدی صاحب مرحوم کا وصال
 جمیلہ ایشاں منہواست طبع رسا ذہن ذکا میدار و در فارسی و عربی استعداد معقول
 ہم علم فرائض بخوبی مستحضر دار در رفتار و گفتار بطرز نو بہنادرست و خوب است چون
 معاش مشائخین بر خدمت مریدان صورت می بندد لہذا اقا قاش گلہے در سورت و
 گلہے در احمد آباد لڑا رقم تعارف باسن وجہ جاری است من کلامہ
 وہ سبک گلگوں جو آئینے میں عکس انگن ہوا تختہ آئینہ رشکِ تختہ گلشن ہوا

کثرتِ داعیوں سے پہلے دل ہوا رشکِ حین پیرین بھی پھر تو سرخ اشکوں گلگوں ہو گیا
 تھا تصور اس قدیموں کا دل میں سقا مالہ بھی اس دم جو کمال دل سے موزوں ہو گیا

ہم اس کی ہوا خواہی میں جس طرح ہو خاک اس طرح سے والدینہ برباد کوئی ہو
 خوشتر تخلص شخصہ است از قوم بواہیر سورت سالہا طرنگالہ آؤ
 و صوبہ بہار بسر بردہ می گفت صحبت خواجہ حیدر علی آتش و شیخ امام بخش ناسخ را دریا
 ام گویند علم عرض و توانی خوب مستحضر داشت و در ایام اقامت نواب براہیم خاں
 والی سجنس المتخلص بحسب در سورت کہ بمکان خود محفل مشاعر منعقد می ساخت خوشتر
 بامیاں سنجو صاحب و حافظ داؤد دلکش و سید و میاں اخلاص در یک وزن توانی
 با یک دگر اشعار گفتم غرض کہ ہر مصرع خوشتر خوشتر از قامت موزوں خوبان قیامت
 قامت و ہر شعرش جواب مطلع ابرو سے مہ رویان زیا طلعت از چندیں در برودہ
 رفتہ بمصدق کل نفس ذائقۃ الموت دائقۃ مات را خوشتر از لذت حیات دانستہ
 داعی اہل را البیک جابت گفت
 مرق ہے اسفل داعی کا جہاں پر روشن یوں تو ہے مور کے بھی نقش پر وبال میں چاند

نیز وریں فن با پدر خود مشورہ سخن می کرد اکنوں ترک شعر گوئی کرده از فکر دست
 میں بھی ہوں ہوتا رطاب کچھ تو کرو گکا حصول شعر میرے عہد کی مانند وہ سو جائے گا
 نقد دل لوٹ لیا مارو کر ستمہ دکھلا ہاتھ سے مات سے اور سہم کی عیاری سے
 کہو کیا بھلا ہوگا قاتل کا یارو کہ مارا ہے جس نے حسن سے جو اس کو

حرف النخاع

خلیق تخلص غلام احمد از ساکنان بھئی است فی الحقیقت جو ان خلیق و غریب
 است شعلیق فارسی را درست می نویسد اکثر در چھایہ خانہا بکلمات بسری آرد از دست
 گلرخوں کو وفا کا یا بس نہیں جو گل کا غدی ہیں باس نہیں
 خوشتر تخلص سید برہان الدین عرف میراں صاحب ساکن قصبہ دیہہ
 آبائش طریقہ سیری و مریدی سیدار تدا و بخلاف آبا و اجداد خود ملازمت راجہ برود
 اختیار کردہ آراۓہ ستقان ہاں بلندہ است و یاد دہی اتحاد دارد تیغ سخاں را بہ فضاں مشور
 غلام قادر بلخ آب می دہد نظر تخلص و دیگر ازیں چہ خوشتر باشد و راست
 رشتہ الفت جو دہ ظالم ہے مجھ سے توڑتا باندہتا ہوتا رُسوت آنسوؤں کے تار کا

جسم لا غریب یہ نہیں ہیں رگیں لاکھ زنجیروں میں ہے تن باندھا
 ہم نے قاتل کی تیغ ابرو دیکھ پہلے ہی سر سے بے کفن باندھا

کون سے برتن ڈش کو دیکھا ہے یوں جھکی ہے بے قراری میں

جام مے پینے سے بھی نہ ذائقہ حاصل نہیں جو مزا ہو سے سے بتا ہے لب مے خوار کے

ار احمد آباد و متوطن شدن او بتورت از تعدی حکام مرہٹہ از اغواء ابن عم خودش
جدا نشت کہ ایں اوراق گنجائش آں ندارد و چند سال است کہ گوار میآید من سخنے
ساقی نے آج سر پر پھینکا سجا گلابی زاهد نہ ہو وے کیونکہ اب دیکھے گلابی

حکایت الدال معجبہ

- ڈاکٹر تخلص اہم بزرگوارش سید محمود از بنی اعمام حضرت جد امجد راقم بنہش
حضرت محبوب یزدانی سید احمد جعفر شیرازی قدس سرہ شہتہ میتو دولہ و نشونا
ایں شہر رشک ارم است بمصدر مکارم کریمہ و مجاہد صفات پسندیدہ ظاہر
ایچو باطل مطالب و بمرید فضل و دانش برہم عصیان فائق بر اضافہ علوم امتیازی تمام
داشتہ لایماد در دریاں قدرت کاملہ و مضامین شستہ می یافت طرز منظر و کما
اش عدبے شیریں و گفتار گزیدہ اش دل نشین برات با طرز جامع القوانین تصنیف
می فرمودہ در ابتدائے حال بجدت صدرایمینی قلعه کہیرہ کہ از شائستہ حدایت
انگریز نیست قائم بودہ در عمر ہشتاد سالگی و دلیعت جہات سیرودہ امر و زوفا
را سیزدہ سال سپری شدہ گاہے دریں زمان بقفقن خاطر و پاس ہمزمان سخن فرمود
قطع نظر از مجاورۃ ایشان کہ دریں وقت مروج است فرتے است بعدایں یکے و
شعر کہ بموجب ربان جدید گجرات از میاض حضرت جد امجد ثبت افتاد و ہم بام
شرعیہ خود متخلص می شدند

ہے اس روئے کو براسطی خط فکر کے جس طرح ہو گرد ہا لا
عبرت ہے جسکو ڈاکٹر دین کی نہیں تا عمر بھی یہ پاملے والا

حرف الہام

ولکش تخلص الموسوم بحافظ داؤد و از حفاظان سورت بودہ در اخیر عمر خدمت
منصفی عدالت سورت از سرکار انگریزی سر فرار و در کتب ہندی و لطیفہ گوی و خوش
لباسی و پاکیزہ خوی ممتاز بہ نسبت ہندی در زبان درسی مشق زیادہ تر میداشت
و مضامین رنگین می نگاشت کتابی لطائف الطرائف نام بطریق مثنوی و فارسی برعم
خود بطرز بوستان حضرت سعدی گفتہ و گہر ہائے خوب سقۃ الجمال شمارش
از گہ ہائے داؤدی خوش و افکارا و از تخلص او و ولکش غرضہ چند سال است کہ بودا
آیہ کریمیکل من علیہا فان ایس جہان فانی را یدر و و کردہ منہ

احتر صبح قیامت ہے دگر گوش ترا رتپہ بیدم ہی کرے ہے لب خوش ترا
سخت حیرت کہ یک دل حافظ داؤد کان پڑھتے رکھے ہے گہر گوش ترا

دل پہ سو معنی رنگین گذرتے ہیں آج کہ حوض بوسے کے انعام میں پایا بیڑا
رلف و رحسار تو ہیں آفت جاں پر میرے خون کا اس لب خنداں لئے اٹھایا بیڑا
و کہ تخلص سید ابراہیم نام مرشد مقلدان ملت ہندو یہ درویشانہ زیست
میکند ہنگام ورود خود اریں شہر چند ابیات طبع از خود بر در قلم آئم فرستاد
ازاں ایں یک بیت گریدہ دریں اوراق ثبت یافتہ من کلامہ
وہ آنکھیں لال کرتا ہے ہتھی پیکر و لے سے بجائے چشم ترکو میرے کہئے ساغر ہے
درویش تخلص سید دروین علی خلف مولانا میر عالم صاحب کہ فضائل
ایشاں لاتعد و لا تحصى است کہ اکثر فضلا از خوان تربیت ایشاں سیراب کلام بودند
الانحمد سید احمد صاحب مرحوم و حضرت دادامیاں صاحب اندام جملہ حقیقت جلال و

زیرِ کتِ تخلص سمش سید علوی ابن سید محمد سجاده درگاہ علی بن عبد اللہ عظیمیؒ
کہ مزارِ ایشان در سورت واقع است از ایامِ قلیلِ مشقِ سخن پیدا کردہ اوصافِ حمیدہ
ایشان بسیار مسموع می شود
جوں سایہ گرا سر داسے دیکھ زمیں پر باعثِ ہی گلشن میں ہے پھولوں کی سہنی کا

فالتين مهملة

اس قدر وہ حسن میں اب فخر نہ پرے چلا بدرکھی داغ غلامی ناصیہ پرے چلا
اس جس کی سیر کو آیا جو وہ مانند گل پارہ دل ہر سر نوک ہر ترہ پرے چلا
تیمچو تخلص ناظم کنور فصاحت فرما نوازے اقلیم بلا غلت زبدہ شعرِ عالی
مقام خلاصہ سحور ان ذوالاحترام غلام محمد مام المشہور میاں تیمچو اہل ازبدرِ سداک
سورت لاکر ملا دریا گام مساحت پیودہ وقت مر اجبت از سیر حجاز در رکاب ظفر
امساپ شاہزادہ محمد جہان شاہ خلف محمد اکبر شاہ ثانی بادشاہ غازی بدلا اعلیٰ

حرف الراء جملہ

رحمت تخلص رحمت اللہ نام ہو کہ در احمد آباد قامت می داشت در عوم

مشہور است۔ منہ

دلا اب تو فرقت میں جانی ہے جان مجرب کوئی اب دوا کر تلاش
رسوا تخلص مرزا عبداللہ بیگ خلف قائم قلی خاں سوائے علم ظاہری کسب
باطنی از حضرت بڑا صاحب خدا نما نمودہ باعہ احمد آباد محبوب می شد قائم قلی خان
چند مدت قائم مقام دیوان صوبہ دار احمد آباد بودہ و ہولہ و پٹلاد جاگیر داشت
لاکان خان از زمان جنت آشیانی جہانگیر بادشاہ تا عہد فردوس آرامگاہ محمد شاہ
بخدمات مبعہ و مناصب رفیعہ فرق عزت بفلک می ستونزد آورده اند کہ رسوا از
اندیشہ رسوائی جواب و سوال دیوان آحرمت در آخر عمر دیوان خود را باب زد و ہمہ
رایک دست بنہست و ما وجود آں دوست ہم رسید و التقاط کردید

بستان دل کے اندر گلزار ہیں تو ہم ہیں اشجار ہیں تو ہم ہیں انار ہیں تو ہم ہیں
ہیں عندلیبے نطق اس گلشن جہاں ہیں اس عین لامکاں کے مختار ہیں تو ہم ہیں
رفعت تخلص سید رعمۃ اللہ از سورتیاں است ارادت در خاندان رفاعیہ

می داشت۔ منہ

جھگیا دل کیا ملائی نوک فرکان را کی حس حراحت سے لگی ہے ایسے جھجھاں کندنی
رکھو ار تخلص آگاہی دست ندادہ خینا گرے بود خوش آواز کہ بنمات ولفرب
نولاد دلال را با عجانہ داودی روم سانچے و بہ نسبت صورت سیرت پندیدہ دانستہ
اصلش از سورت بودہ و ہم دعا کجا جام عمرش لبریز بادہ فنا شدہ در فن خود شاستہ
قانون داں بوجہ فیض سخن وراں طبعش مائل شعر شدہ ار تر اہنسے ایات خود بان مصرعہ

کرتے ہیں تکلیف سیر گل مجھے جہاں ہیں دوست
اس زمانے میں دیا کرتے ہیں دھوکا آشنا
ہے دہس دسج اور دھم گم جن سے ہے دشمنی
بات حق یہ ہتے کرے اللہ پیدا آشنا

آگئی یاد اگر گردشِ چشمِ ساقی
حضر میں قمر سے اٹھنا ہیں مشکل ہوگا

دشمنِ جاں حنیم و لبِ عیسیٰ نفس
ذوقِ یہاں اعجازِ میر جادو رہا
دستِ فریادی ہے کس مظلوم کا
کھینچا شائد ترا گیسو رہا

ہر گدے میں بھرا تھا عشقِ تیرا یہ قدر
استخوانِ فرہاد کی کھار کھا طوطی سنا

قدم رکھتے ہی اسکے لوٹ تھا دل ساری محفل کا
دکھایا مربعِ قالین نے تماشا مرغِ بسمل کا

میں نہ ردیا گو جلا کیا کیا دلِ ناپختہ کار
آگ پر بانی نہ ٹپکا اس کبابِ خام کا

ہر دے فقہِ خواں نے جیسے مولیٰ
ہمارے اشک کا تھا ماجرا کیا

میں تو ہوں کم نگاہی کا مارا
تم نے کیوں محکمو نیچے مارا

آباد و پٹہ تان کے سونا جو ان کا باد
مرقد میں یزید سے ہو کے ہمارا کفن گرا

اُن رے حوں گری جو بیخِ زخمِ دل سے پکار
تیرا نگریزی سلائی کا سا روشن ہو گیا

دہلی رفتہ قصیدہ بفصاحت تمام و بلاغت والا کلام در مدح حضرت ظل سبحانی انشا
 فرمودہ پس از حضور بارگاہ سلطانی در صلیہ آن خلعت فاخرہ مشمول نوازشات
 خاقانی شدہ مدت قلیل تا ہنگام اقامت خود در دہلی چند عریات خود را پیش بہمن
 خاں و خاقانی ہند محمد ابراہیم ذوق در آورد و وعدہ کجید را بآباد دکن رفتہ در سرکار
 راجہ چند دلال دیوان دولت علیہ عالیہ نظامیہ سبائہ شعر داخل و ملازم شدند اکنون
 از مدت چند در سرکار عالی تیار تریا جاہ نغم الدولہ ممتاز الملک نواب حسین یادرومن خان
 بہادر والی بندر کجاست بر عہدہ و کالت انگریزی کہ از شاستہ خدات آن مہکار
 والاست معزز و ممتاز اند در فارسی فاضل حصہ و دیگر فنون کامل دہر اگرچہ تہہ شعر
 جمیع کمالات از دیگر علوم متیز است اما اشعارش نمونہ ایست بر دیگر فضائل ادبی حق
 اُستادی بر ذاتش مسلم اگر عجمی وقت گویم سزا است و اگر فردوسی عہد حواطم روہست
 کلام اعجاز بیانش الہامی است کہ فرشتہ باین معنی ناطق شدہ و سن سہمش یوسف
 صفی است کہ عجزہ طبعان را زلیخا و ارجوانی تازہ بخشیدہ انحصار انصلیت آن
 اسناد و تجربہ دریا پیوند است از تسوید کلام فصاحت نظامش بر سطا لکیندگان تی ہند
 گر ہی ضعیف ہے تو موت سے ہم بے غم ہیں جان کو جسم سے دشوار ہے باہر آنا

جلایا ماد کوئے سرو قد لے حوں دم سی
 اڑا ہر ذرہ قمری بن کے پسی خاک مہند کا

صورت قبلہ نما عاشق ابرو کو تر سے
 بعد مر دن بھی ہے بے جان تڑپتے دیکھا

دست گسٹاح زلیخا لے ملائیں باؤں کی
 جیب یوسف ٹھوکرین کھا کر ترادمن بنا
 آکھس ساتی پہ گرتے ہی سب لہو گیا
 تھا خمیر اپنا دہیں کا میکہ مدس بنا

لازم ہے یہ اسے کمر راہ میں بچھائیں نوڑے ہے آکے شیشہ جو ہر بار مقرب

تن مود چہرہ آلتن تر دیر رنگ حنا ہے نہ قندیل روشن منجد رنگ شہاب

ابر سے دل بچا تو مژہ سے حکر چھدا روکی اُدھر کی چوٹ تو کھائی اُدھر کی چوٹ

یانی سے اُسکی آنکھ میں بتلا کیا ہمیں اتکِ رواں کو سمجھتے تھے ہم ابرو عبث
ظاہر رگیں ہیں ضعف سے تن کی رنگیاں پیاسے ہیں میرے خون کے یہ خور و عبث
کبت چھوئے ہے وہ یانوں کو بسکوات چھو رگڑے ہے سر کو موج لب آب جو عبث
اے رتکِ یوسف آپ بہ زندان کی گھر آئینہ مست لگائے گا چار سو عبث

اس کی جوابی طبیعت بالِ سلجھائے کے وقت حی ہیں ڈر کر دانت کھولے رہ گیا کیا شارج

تجو وہ کیونکہ ہات میرا دے کر رکھے ہے مارک کمر سے اپنی وہ نازک کمر مارج

کر جائے ہے جہاں سے کنار ابر آتے ہی مرٹنے کی یہ چال ہیں بھی سکھائے موج
زہرہ کیا ہے آب دم سرد دلے مرا ثبات سر سیم پہ ہے حوں بہائے موج

عزت میں کوئی ہو گا نہ مجھ ناتواں کی طرح اپنا ہی میں بنارہوں رینگنے اس کی طرح
دل ہات سے گیا تو گریباں پہ رو رکیا اس نہ کو دیکھ ٹکڑے ہے ارخو کٹاں کی طرح

حانِ یڑجانی جہن میں تیرے قدسا ایک بھی سرو ہوتا اس ویش اس نازاں انداز کا

حی گیا بس روپ دیکھ آبِ دُرگوشِ صنم ناتواں تھا میں بہت قطرہ بھی دیا ہو گیا

چپِ سرارت سے ہے رہنا اس گلابی یوتھ کا ستلہ عالم سوز ہے اس آتشِ خاموش کا

لاغری میری حلالتی ہے ہر اک کے دل کے یہاں شعلے کے برابر ہے اثر میں تنکا

تعظیم کیا کہ بزم سے محکو اُٹھا دیا افتاد کیا کہوں کہ نظر سے گرا دیا
دق ہو کے ہم نے اُس سے چھپایا تھا اپنا نہ ہمد کفن کو کھول کے پھر کیوں دکھا دیا

دل پہ کیا گندری جو ہے خوش نیک دوڑتا آیا نامہ بر میرا
دن بھرے میرے اے بلندِ نجی ہر دشن آیا بام پر میرا

نسادگی سے فزوں ہو جو قدرِ رنگینی زیادہ شیرے رکھتی ہے کیوں شرابِ ہیا

منہ مست مرا چڑا سنے آئینہ دیکھئے اس اچھے منہ کو کرتے ہو کیوں جہاں خراب

ایک قدم راہ بھی ہستی سے عدم تک لائے بس بکھتے ہی ہوا ایسی ہیں گھر سے غائب

مددِ عا غیر کو بھی میں تو نہ دوں گا سمجھو قیدِ گیسو سے ہوا سکے کہیں آزاد قریب

ہے یہ مضمون یہ اک سچو ہلاق یار کا قفل گویا ہے درگنہ اسرار پر

ہو مرغ کو سیندور سحر کا یہ سپیدا یارب نہ سنا لہر قہ پر دان کی آواز
کھل جاتے زرا حشرت او دے کھی کان سچو مرے سستے جو خون آواز کی آواز

دل چرا لے میں ہات ہلکا ہے نہیں خوبوں کا اعتبار دوس

ہوس بھی آمد محتر رام قاتل کی سوٹھو کروں میں بھری اپنی ماری لاش
موئے ہیں ہم غم بردہ نشیں میں صورتِ تمع کفن میں صبح نہ آئی نظر ہماری لاش
یقین تھا ہمیں جوں نشیں یا نگلی سے تری اٹھلے دیگی نہ یہ اپنی خاکساری لاش
رگڑ کے ایسے موئے ایڑیاں ترے حیار کہ اپنی گوریں اپنی ہی بس اُناری لاش
اُسٹھے ہیں ہو کے ٹبک ہم جہان سے سچو گناہ گاروں کی ہوتی ہے دہر ہماری لاش

روئے سے مرے دل کے نہ ہو مضمحل آتش یہاں گل کی طرح اب سی ہے مشتعل بہ لاش
بجلی کے ہوا ابر میں جھینے سے یہ روشن ہے حندہ بہناں سے ترے مسعل آتش
آہ دل آتش ہے نہ سمجھو اُسے شعلہ اربکھ لہوں سے ہے جو اسکے خجل آتش

دامن بہتو از رٹھو کر سے اُچھل جاتا نہیں مارتا ہے موج یہ بھر لطافت وقتِ رقص

کہے جو اُن کوئی مر جاؤں شمع ساں کہ مجھے رکھے ہے زہر کا بس تلخی جواب نہ اُس
تصور اسکا مجھے سچو دی میں ہے سچو کہہ رہے عین کا سنا نہ خواب خواب نو اُس

کام کر جاتی ہے مہندی کا نزاکت دیکھنا
تجہ پہ مے خواری کا تجھ لوگ کرتے ہیں گماں
عطر کے ملنے سے ہو جاتے ہیں سست یا رُسج
آنکھیں رو رو کر کیا ست کر تو جوں مہر شارِ مُنخ

فلک نے پاؤں پہ ڈالا تھا لکے آخر شب
شبِ فراق میں قی حالِ اضطراب نہ یو تجھ
صمم لے شام کو پھر اُس کے مُنہ یہ مارا چاند
کہ ہر گھڑی نظر آتا ہے اک ستار چاند

حاک ٹھنڈا مر اکلے جا ہو
اس کے من مجھ کو اک بلا ہے چاند

تجھ ہے بامِ شیشہ افلاک ز رنگار
پر حیف چاروں طرف سے ہے یہ مکانِ مند

تہہ پر خوابِ بپنی تجھ اسکی زلفیں ہو گئیں
دھیان میں ان کے سارے راتوں کی اڑھائی ہنچ

عکسِ بابک دگر لبوں کا ہے
ایسے لب کی بھین بھی جاٹ لگی
یا ترے رنگِ بیاں ہونٹوں پر
کیون پھیر و زمان ہونٹوں پر
آیا پیغامِ بوسہ آج میرے
فخر رکھتے ہیں کال ہونٹوں پر

ہوں جولا غر کنا تینا مجھ سے
عطر تے کا کیا ہے گردہ شریہ
حس کا منگو اتے ہیں ہاکنر عطر
حوئے منتہ ہے وہ یک سمر عطر

جس نے دیکھا اُسکا جینا اسکا حدِ چلا
اب حیواں بیویں کیا بیٹھے ہیں ہسم
سحر کے پتیلے کا عالم ہے قدرِ دلدار پر
زہر کھائے شہرِ بہت دیدار پر

باخن سے اپنے خط کے ہیں ہم نے ہنایے حرف
 غصے کا یا کے جوہنی اندیتہ آگیا
 لکھ کر سوال بوسے کا لبتے اٹھائے حرف
 کیا حاک سوکھے دیدہ تر کا لکھا جو حال
 کتنا ہی ریت ڈال کے ہم نے سکھائے حرف
 لکنت یہ بے سبب نہیں لب سفیدی تنگ
 ٹکڑے رحبت لکے تو کیوں بن ادا لے حرف
 خوں آئے ہم کو گفنگوئے بے عدلے حرف
 مکتوب میں جو بات ہے ہم میں کہاں یہ بات

یوں توڑے شیتہ محسلا وراس طرح لے
 بنت العنب کی خاک میں حرمت ہزار حیف

تہجو وہ یار بھی ہے شراب اور مہتاب
 یہ لعم الاتفاق ہے اور حسن اتفاق

حبش دامن جان کو زرا دیکھ سچ
 حان پا کر متحرک ہوئی تن سے پوشاک

زخم ہائے تن یہ رکھنا جن کو ملکوت آئے
 کاش اشک شور میرا گر کے بن جاتا ملک
 جل گئی ہے موج تیغ خندہ دنداننا
 ریزہ الماس سے مانگے ہنر ل میرا ملک
 خندہ سے واقف نہیں مطلق لب شیرین یار
 ہے دیار حسن میں شکر سے بھی ہنر گنا ملک

تہجو لب دلبر ہو اسبڑہ نمودار
 لایا ہے عجب کچھ یہ نگین سنجری رنگ

عاشق زلف کا لپے افزہ سخت سیاہ
 کہ ہو منظور اسے تہج بھانا شب وصل
 شرم سے بار کے منہ پھیرنے کا ہے یہ علاج
 آئینہ چار طوں اب کے لگا ناشب وصل
 انقلاب اس کے سوا اور نہ دوراں دکھائے
 کہ تری پاننتی ہو میرا سربا ناشب وصل

یقینِ حرفِ وفا کٹ ہاں یا رستہ ہو کہ خود وہ بے اثر اور تیس پہ نشانِ خطاں
نصیب لڑتے ہیں وہ ماہِ پھر رہتا ہے کناں رکھے ہے ہم سے کچھ ان روزوں آسمانِ اجلاں

ادائے دوست پر تھانوں میں مقرر کیا رت تک عدد دے دو ادا قرض
شبِ ہجران میں مزا تھا پہ لاچار فضلے کی جو سستی رہ گیا قرض
جلا کیا شمعِ کشتہ پر مرا جی قصاص لے سکا تھا مجھ پر کیا ملا قرض

خط کرتے جو گل اندام لے جا ہی مقرر چھپے کرتی مٹی بیل کے سے کیا ہی مقرر

دامنِ قاتلِ نچوڑا نچوڑا مڑگاں سے ہے اشکِ خونی کا تو سجاو اک بہانا تھا نقط

مجھ ناتواں سے ٹوٹ سکے اس کا کیا لحاظ پردہ اٹھا دے یار کا توڑ اے صبا لحاظ
خلوت میں اُس نے آتے ہی جھکواٹھا دیا سنجو میں اس کی آنکھوں میں گویا کہ تھا لحاظ

اسیرِ باغ کو سب تاریک ہے تو کیا ہر شاخ گل چلے گی ترے آگے جائے شمع

پاؤں میں اس کے رنگِ حنا ہو گیا سیاہ قدِ شعلہ چراغ ہے وہ سایہ چراغ

مستورِ آب ہے دیدِ خونبار کو کہ ہو تیار کوئی اس کے سرِ گہزار باغ

ہر شرارتِ بیشہ کو سنجو بچانا دیکھ کر آگِ غفلت لگا دیتا ہے اماں میں چراغ

اڑیاں تھکے تری راہ میں گزریں یہاں تک
خاریا سے پہنچے ہیں ریش میرے بار قدم
ندیاں کوچے میں پہنچ گئیں اس ظالم کے
ایسے سیاروں نے رگڑے پس بوار قدم

بلا سے برق آمت سے تو ہے ہم ریگڑے لیکن
سرایا چشم پہلے تن سہم آہوئے کل صحرا
نگاہ یار سے رکھتے ہیں یہ چشمِ معایت ہم
کوئی طرہ تماشا ہیں ترے مخمورِ الفت ہم

ہندی لگا کے سینکے ہیں تو ایسے بات
زلیں سنوار شامیتِ عناق سے ڈر
اور لوٹتے ہیں آگ پہ ان کی حنا سے ہم
ہوں گے بھی گراسیر تو تیری بلا سے ہم

تنگِ حشت سے ہم کو ہے صحرا
اب کہ ہر کوئل کے حادیں ہم

سبزہ پشت لب بارے لازمِ حذر
میں مٹھوں ہوں کہ صحر کی مگر حاجک
شہدین ہر ملا کردہ دیا کرتے ہیں
دامنِ برق کے بھی لئے لیا کرتے ہیں
مربیش ہیں مگر عاشق و معشوقِ منام
بن کہے آنکھوں میں بچا لیا کرتے ہیں

مر گئے بر بھی ہو چکا آرا م
گر یہی آسمان ہے زیرِ زمین

روتق ہے یہ مگر چاندنی سے
تیغ ان سے ڈاٹھ سکی یہاں سر
مکا ہیں جتنے مر جمیں ہیں
ہم ان سے زبا دہ نہیں ہیں

ترے عروں میں تیشے کے بلے حسِ دور واک
عزیمتِ حال ہے اس بخار کا انعامِ عالم میں

شیریں لبوں کو چوسے دشنام کھائیے
پرہیز کمپوں کریں کہ نہیں اب دو قبول
آغوش میری خالی ہے دستک لے حکیم
قولِ خلا محال ہو ہجر اس میں کیا قبول

دہانِ یار کی تنگی نہ بوجھو
کہی جاتی نہیں ہے بات نکل

گو جریح ہفتیں یہ دماغِ عدد ہے حیر
تتجو تو کج کے سایے سے بس نزل کے چل

نا توانی نے نہ ستر مسدہ مجھے ہونے دیا
ورنہ منہ تھا مجھے صامح کو دکھانا مشکل
کستورین میں کس مرتبہ ہے فخط یقین
آگے حلوں کے قسم کا بھی ہے کھانا مشکل

شیتہ ساعت سے میں ہم خاکسار
خاک ہیں بل پے میرا ہن میں ہم
لا غرور کی بھی ہیں آنکھوں میں حقیر
نار سے ہیں دیدہ سورن میں ہم
پہنے ہے مولیٰ کا زیور گلبدن
اشکبارا ب ہونگے پھرن میں ہم
آپ نے لکھتے ہیں اس لہجے وصف
جڑے ہیں یا قوت کو کند میں ہم

طبعیاں کی علامت ہے بہت چمکے ہے گر برق
طوفانِ مچا دے گا یہ ہر باترسم
موسیٰ یہ برستا تھا دم شب یہ ہے وہ ہند
منہ سے لیے ہوٹوں کا شکر با ترسم

منو دینی ہے اس شمعِ برم آرا سے دنیاں
غرض ہیں صورتِ تصویرِ فائزِ خیالی ہم

یاد کردشت میں کوئی ہے کو ترے آملوں سے
پھوٹ کر لگتے ہیں ونے مرے ہر بار قدم

اب بست لسان گل کے آنا بست سیر کا آب دردِ دناں کی تاتیر اسے کہتے ہیں

دو تیری میں خوش حال آنکھیں جاسنے ہیں حیرانِ الٰہی آنکھیں
رورو کے بھار لائیں آحر دیکھ آئی ہیں کسا کی حال آنکھیں
اس باغ میں کھول دیکھ سجھو نوکر کے ذرا حمال آنکھیں
تدم سے ہے بات بات جلوہ زکس سے ہیں ڈال ڈال آنکھیں

حادثاتِ حرج کب ہر دم ہیں تیروں کی برسات کو موسم نہیں
گہنا مونی کا اُتار یا رسلے رہو پکلی گل پہ اب شبنم نہیں

میں بھی گویا حالِ غیب سے ہوں ہوں کھفت اس قدر جدلی میں

کون یہ پاک گہرا کسے یا آنکھوں میں مردم دیدہ جو آنکھوں سے یہ گہرا ہوتے ہیں
چاندنی سی ہے جو اللہ میں سا ہے سجھو کیا وہ سیر وہ بھی کھٹیں مگر ہوتے ہیں

بستِ ترکِ لبِ بکھو تیرا جان نہیں سودست و پابینِ مریع کھینچتاں ہیں
مجھے کچھ اُسے ہر دنا سا خدہ گل پر ہزار شکر کہ و دشوخیں مد گسان ہیں

اکیلا اور عیاں دوڑ ہوں اس ہنر تاب سے زیادہ محی جلا گرمی میں سجھو اسکے سرا میں

خوش گریہ نے نہ چھوڑا کوئی تنکا باقی رتنکِ خیال سے کھٹکے تھایا گھرا آنکھوں میں

عدت یہ تھا بقدمِ کامل سیاہ نہیں (۹)
 قبلے سبز پہن دو نہ سرو کا دھوکا
 بلند اہل صفا کی نگاہ میں ہیں ہست
 نہ کیونکہ دیکھ رہے آئینہ ہے لیشہ قدم
 دو کون ہے ترسے قدموں کا بوسہ خواہیں
 نہ پھر یہ کہیو کہ میں آبِ زیر کاہ نہیں
 فلک کو دیکھ لو آئینہ میں وجاہ نہیں
 حیا سے دو کئے نیچے عبت نگاہ نہیں

سوچا نہ کچھ مال کہ بیٹھا ہے یا رہی
 مزرگاں خلافِ وضع تری کر گئی ہیں کام
 گل شمعیں اپنی آہ سے یرم عدد کی ہیں
 گو سوسیاں بعینہ بس دو رفو کی ہیں

پا جس پہننے سے ہو تیری لگو نہ اُسٹھے
 اس کا مفدور تھا یوں بیچ میں حال ہوتی
 رخم رکھتی ہے مری طرح سے کاری چلون
 تیری پشتی سے ہی رکش ہے ہماری چلون

سیاہِ مقدہوں میں شیشے میں جہاں ہوں
 ہمراہ صبا خاک ہوں میں ناکہ کنساں ہوں
 بے تاب ہوں اندازہ گرمی کا نشان ہوں
 گویا جرسِ قافلہ ریگ رواں ہوں
 نظروں میں سبک تل میں خاطرہ بگراں ہوں
 خاموش یہاں تو نہ کوئی جالے کہاں ہوں
 میں سنگِ اطفال کے ہوں تا بکر غرق
 مانندِ فلکِ زیر میں نصف ہناں ہوں

جوں عکس میں لاءِ حزن ہوں
 ہوں زیرِ فلکِ سدا مکدر
 آتا ہوں نظر پہ کچھ نہیں ہوں
 جوں دُروں خم کا نہ نشین ہوں
 میں کیا بھری کوئی نگیں ہوں
 بونٹے سے ہے قد کا دل میں نقشہ

دیکھو سمجھو زمانہ مارک ہے عشق اس کی کمر کا جلے دو

کیا ہے متوق دل لکھ کر روانہ کوئے دہر کو کہو ترک کیا کہ میرا لڑانا مہ کو ترکو

ہوا ہے آئینہ جب سے حضورِ صاحب کے ہمارے یار بھی تم ہو قریب بھی تم ہو
صبح تم ہو پہ انگڑائی لو جو ہو کے کھڑے ہمارے قتل کو شکلِ صلیب بھی تم ہو

اب جہنم ہے خدا سے ہم کو کرم کے ساتھ دل ساریق بھر گیا جہنمِ صنم کے ساتھ
جب بیٹھ رہنے دو مجھے بس مہر ہی مت لگاؤ آتی ہے حانے کی طرح بچہ بن دم کے ساتھ

آگے ہے اس مہر و ش کے جہنمِ برہم آئینہ اڑٹکیں جائے۔ مثل آبِ شبنم آئینہ
بار کے دیکھا تنِ شفاتِ سا کم آئینہ سر سے پاؤں تک؟ وہ جوں قد آدم آئینہ
کھیلنے تھے لیکے میرے دل کو طفلانِ حسین تو ڈڈالا کس نے یہ واسطہ اعلم آئینہ
ہے استادِ تحقیق قید الما، من قید الحدید گھر سے کس صورت کا باہر آئے ہمد آئینہ
اہلِ عالم کرتے ہیں بشتے سے یہاں پیدا نمود ہونہ میں سیما ب صورت گیر مردم آئینہ

جھکا قامت اپنا معنی میں سمجھو جوانی کے بھی بانگین سے زیادہ

یہاں رات بھر مدام درمیکہ ہے باز کچھ دور کیسی تہیں چشمِ بتاں ہے یہ
کانوں میں انگلیاں وہ رکھے لایے کربا اٹٹی ہمارے عہد میں رسمِ اداں ہے یہ

فیضِ تادائی رنگین مزا جاں ہے رسا گر حنا یاد میں ملے ہوا اثر آنکھوں میں
پردہ چہم ہے یا پردہ فالوسِ حیاں شکل پھرتی ہی تری آٹھ پہر آنکھوں میں

دکھلاتا اس کا منہ جو نہ ہوتا نقاب میں دیکھانہ ہو گا تو لے زلیخا یہ خواب میں
جادو ہے کوئی محرم آبِ روانِ یار جڑیا کو جس نے بند کیا دو حباب میں
ہم سب چشمِ یار ہیں ساقیِ ڈبو کے دے ہم کو کوئی کیا ب ہرن کا شراب میں

اشکوں نے میری رکھ لی کہا آئینہ عزت مثلِ حباب لیکر پھرتا ہوں گھر سفر میں
جب تم گئے غش آیا اور وہ گیا تم آئے ہے میری بیخو دی کو حد تم سے ہر سفر میں

دلِ غائب حوں سٹالی عشق میں کسے کنار گلِ بزمِ غنا ردِ من گیر اس بستاں کے ہیں

اس کی نوخیز چھایتوں کے سے بھول گلشن میں ایک اس نہیں
اور بھی ہیں تو اس قرینے کے ایک بونٹے کے پاس پاس نہیں

ہو تجکو حنا اور مجھے اک نوع کی ٹھنڈک مل جاوے جو پاؤں اگر تو مری آنکھیں

مقاصوریتِ عکسِ آب کیا میں جاتے ہی لٹھائے بس تھامیں

کوئی ہیرانہ کھلے دیکھے نہت مسکرایا کرو ہنسنا نہ کرو
ہمد و سرو قد سے مجھ کو ملاؤ نیم سے تپ کا ٹوٹکانہ کرو

ذکیو مکہ سر سے گدے سجائے موجِ خوں شک دو پٹا یار نے اوڑھ لیا ہے آج شجرِ فی

دی طباشیرِ رگِ باختمہ سنے رہے کیا کیا بخارِ اُلفت کے
سبز میں آئے سو بھی ہمہ غیر تاکہ صر جاؤں مالے غیرت کے

ہے تجلی گاہِ موبانِ زری کے نور کی اسکے کب حوٹے کو پہنچے چوٹی طوہ کی
کیا لگے دل گھر نیا اور لوگ سارے غیرِ جنس حوٹے نہ آئے یار بن صورتِ بہشتِ حور کی

کون در سے ترے قالِ مہرِ پاں آنا ہے کیا غضبِ تیر بھی آتے ہوئے مہرِ آنا ہے
عم سے خالی ہیں دنیا کی خوشی کے بھی کام سرمہ بھی دیتے ہیں تو اشکِ نکل آنا ہے

ماہِ تیرے، دبر و ہوا پانی یا لی شرم سے چادرِ مہتاب بھی بن جائے یادِ آب کی

اے سدا ہاں دلبرِ انگریز تنگ ہے کیا نکلے مُنہ سے بات کہ قیدِ فرنگ ہے

چراغِ طورِ فندقِ یار کی موسیٰ کو دکھلاؤ انگوٹھا بلکہ اتر کے یدِ بیہیا کو دکھلاؤ
بلند از بس ہوا تیری سچائی کا اب شہرا عجب کیا آسمان پر گزینِ عیبیٰ کو دکھلاؤ

اپنا تو ہے دمِ جہاں بسِ دق کیوں خضر نے عمرِ جاودانی کا لی

مُجھ کو کیا ہے سبتِ فلک پہاں تلک ممکن ہیں گولہ مری خاک سے اُٹھ

کیا مزاد ہے دُورِخ دیکھ کے عش چلنا حواث شیریں ہے کہ اک قُت سحر آتا ہے

رجلِ اردو جہیں سائیر سے فرائ چاہے صادقِ الاصاص مجھ سا ماطرِ حوا چاہے

کچھ تو دنیا کی ہوا کھائیں فلک کے سکُن عرش کی سیر کو ہے آہِ رسا کی مرنی

کہیں کشمکشِ حسن و عشق میں بھر تیرے گاہ سے دل لگی سی ہے
بھر یہ تاریکیِ رات کی کیا ہے مسہ کی حالت تو چاندنی سی ہے
آہوئے چشمِ یار کو سمجھو ہم سے اک گرک آتی سی ہے

صرف مخو عشق کا پونچھو نہ حال ق بے قیاس اس فعل میں تسلیل ہے
غم مضاعف فکرِ ناقصِ چل شاد بے مثال اس کے ہر کیا تاویل ہے
علمِ ارادی میں ہم علامہ ہیں دل ہمارا فارغِ التعلیل ہے

قاتل کی میں شکل دیکھ تو لوں اسے خنجرِ آبِ دارِ دم لے
حلدی نہ کراے اہل کہ سمجھو ہے کشتہ انتظارِ دم لے

زبس بلا کُش راہِ صدا انتظار ہوئے ہمارے دیدہ پُر غم بھی پُر غبار ہوئے
کھڑا ہے غمِ غریب میں آتش کا کون پرکا لا کہ تارِ شمع جو چلوں کے تار ہوئے

کیا اُڑادی وہ مری سونے کی جڑیا تو لے ہائے گردن نہ تری مرغِ سحر ٹوٹ گئی

سرگیں اس تک کی مانند عیب کیا ہے غال گرد ہلکنے کو لگے ہو یہ صغالیٰ مُنہ کی

ٹھنڈ میں کُٹنے سے نکلے ہے ہوان ان چل گیا سرور مہرئی بہان آتشیں رخسار سے
گھر مگر تجویہ اسکے عاشق گریاں کا ہے سیلیں پس کے رتی ہے درود پوار سے

اس بے جٹلی تو کیا ہے درد بیٹھا سا ہوا انگلیوں کا پور ہر اک نیشکر کا پور ہے
دل شکستہ مجھ سے دمن کا بھی ہوکتا ہیں نالائی کا بھی عالم اپنی تجو زور ہے

مہر دین کی ہے جونی اڑی تک سر پر نام آ کے سایہ ڈھتا ہے
کس کی آئی ماس عین میں باد دل کوئی سیدہ میں سلتا ہے

جان اٹکی ہے لبوں پر جیسے اٹکا دل مرا ہو گیا مرنا بھی مشکل آپ پر مرنا مجھے
لاش لاد ارث کی تجو کس کو عم تجمیز کا صبح آیا کیا ہی رونائے کتہ پر مجھے

دیکھ اپنا عکس جنم دہ بخود مدام ہے آئینہ اُس کے ہاتھ میں صہبا کا جام ہے
جو ہو سونہ پہ صاف کہیں شکل آئینہ آئین میں ہمارے نقیہ حرام ہے

فیدہ ہتی ہے لے سات ابی پارِ نخیار آب کی سی ہے
اس کے برقعے کی کیا کہوں حالت چادرِ ماہتاب کی سی ہے

ضعف وحشت میں سگد سے غم باد آیا ہم چھاڑا جو گریباں تو دامن اس نے

عطر فتنے کا یلیں غیر کو ملنے دوں اُسے پر مرے جی میں یہ آتا ہے کہ سر کیلے کچھ

خاک تھا اُس بزم میں دیکھا ہو کچھ آنکھ اپنی صورتِ گلگیر بھی
ضعف سے حوں زلفِ نوباہا پاؤں میں سبے صبرِ دامنِ مرعی ز بھر بھی

اُٹھ سکے کیا ہم سے جو زلفِ یار اب نہ وہ بلِ دور وہ طاقت ہی

کون بالائے ماہتابی ہے چاند کو یقیں کی سشتابی ہے
کون سی ماٹن ہنس کے گیا یوں جو موجوں کو مضطرابی ہے
مم کے جلوے ہم بھر گیا پانی یار اوڑھے دویتا آبی ہے
چاند ہوتا ہے مدھنے سایے پر کس کے گھر کی یہ ماہ تالی ہے

رحسارِ یار کو عرقِ آلودہ دیکھ کر گلش کے سائے بھولوں پس پاؤں پر لگی
رجیر کا خدا کرے آباد گھر رہے ہاتوں سے اُس کے پاؤں کی اپنے پر لگی
تہجو غبار اپنا اڑا اُس نگلی سے بسب اک خاک تھی کہ جہنم رقیبوں میں پر لگی

منہ اس کے گاہے جاسا ابرو نہ کیجئے قبلہ بھی ہو تو سجدہ اودھر کو نہ کیجئے
گہر اپنی چشمِ وارو سے کافر خدا سے ڈر یوں رہ کے عین کعبے میں حادو نہ کیجئے
پانی ملا کے مے نہ پیو دستِ غیر سے یانی کسی کا رشک سے لو ہو نہ کیجئے

ماہ نے اس سے حولی رات لڑائی مُنہ کی تا اپداغ لگا ایسی تو کھائی مُنہ کی

میر غیاث الدین نام ارسادات گرامی و روسائے نامی سورت۔ دیگر صفات حسنہ و
 اوصاف حمیدہ زباں زو خاص و عام و متہورا نامست۔ در فنون حربی بے عدیل
 رہاں و در فارسی بے مثال آواں گلشن سخن را با نواع گہائے رگزار مگب معنی برہمن
 ہنگامہ گلستان کشمیر ساختہ و گلن نظم را صفون تحریرات مسانت رونق تازہ و زینت
 بے اندازہ بحشیہ پہل کلش بریج و تلے است چوں رعن ہوستان گلعدار حناوش
 سر سہی است باعستان فصاحت ہمیشہ بہار معہذا کلکاب و سلکش رواقہ آں
 گلگون کفن عرصہ قیامت و شہسوار میدان شہادت جناب سید الشہداء علیہ التیجہ و الثناء
 اشکبار است۔ ہذا من کلامہ

ہے آسماں زمیں پہ زمیں آسمان پر ظاہر ہے آئینہ میں زمانے کا انقلاب

سر سے لگتے تھے لوبھی کچھ نہیں کرتا ہے بتا بن گیا اُس بت کا تصویر بہالی کا مزاج
 کچھ نہیں چائے تعجب اس کی ہو کر طبع گرم ذاتِ ہوتا ہے چرحدت لالی کا مزاج

شمع لے اور میں لے سو جنت سے رات رو رو کر گذاری تا صبح

زبس یاں ادب مرحنہ تھا دل میں مجھے لیکن کیا ہے آپ کی ان شوخیوں نے ہمدرد گستاخ
 بچوں کو تیرے مقناطیس کی میت سے جمائیت مرادست رہا ہرگز نہیں ہے سیمبر گستاخ

مام خلیق دہ اگر بھول کیا عم کیا ہے خلطِ اصلی میں ہے نسیاں کو شہر ہے پیوند

جل گئے عشق میں لے سر سے قدم تک تو بھی آفریں شمع کی نکلی نہ زباں سے فریاد

رہیستِ مہلِ صالِ دوری ہے دیدہ نادیدہ حضوری ہے
الوری کا قصیدہ ہے قامت خط جو ہے نورِ ظہوری ہے

حی ہیں اٹھنے کو ہوتا صورتِ نقشِ قدم خاک بھی سورت کی سمجھو کیا ہی دہنگیر ہے

تل کے مٹی کو کچھ اس پر سے اُتار کیجئے کیونکہ لوگوں نے ہے ذہنوں پر چٹائی مٹی

آئینے میں وہ دیکھ ذقن اپنی غص ہوئے دیشِ بیج ہے جا کسدہ کو چاہ ہے
ہاتھ اپنے ان کے پاؤں کی جانب ہیں دوڑتے گستاخوں سے پہلے ہی عذر گناہ ہے

شب جیلے رخصتِ بے پردگی اسکو نہ دی ورنہ کھل جاتا تڑا پردہ مقرر چاندنی
زخمِ دل کو یہ مضر نورِ بصر کو وہ مفید گردِ راہِ یار سے ہو گئی نہ بہتر چاندنی

بجکتی بارِ نظر سے تری کمر لگتی نظر نہ آئی تو اچھا ہوا نظر لگتی

لکھا ہے قصہ سوزِ دروں میں ڈرتا ہوں ہوائے بالِ کبوتر سے خط بھرنے اٹھے

آنکھوں میں شکل پھر گئی کس کی ہنسی شمع شعلے بھرنے اٹھے مریے تارنگا ہ سے

حرفِ الشینِ معجم

شایینِ تخلصِ صدر نشینِ دو دمانِ سیادتِ دعالیِ نصابِ خاندانِ فحامت

اڈھنی تارکشی سریدری روکے دیکھ تینکے ہنسی ہے نگوں سر سوچاری چلون
عشق کا دیکھ نتیجہ کہ بنائی اس نے جسم کی میرے رگیں کھینچ کے ساری چلون

پہلو میں دم خلوت باناز وادایتیرے نکلی جو دہاں سے کئی وہ ماتے آنکھوں میں

عمگ رہیں ترے ہوں یا کد عیار دل میں پڑ جو میں توں ہو ہوں غرض تیرے گرفتار دل میں پڑ

جھلایا جب سے اسکی زلفِ مشکیں تیرکس نے دل تو جو ہر بولے عنبر سوئے اسکی زلفِ بچاں میں

اچھرے دل کے میں شمس و قمر ایک ناری ہے ایک آبی ہے

جامہ آبی میں قلم زم کے کہاں وہ چنت موح خیز اس کے جو باجا بلا طلس میں ہے
دلری میں اسکی آنکھوں کا ہو کیونکر فیصلہ ایک سا غرمت ہیں دو تملک آس میں ہے

اس کے اور میرے جو ہیں بدنظری کے اطوار دیکھ کر چشم کو نرگس کی حیا آتی ہے

روزں کرے دیتی ہے مرے تیشہ دل کو چتون ہے تری یا کہ یہ ہیرے کی کسی ہے

بہت دشوار ہے گو ہر کو پانی ہمارے شک کی جو آبرو ہے
میں قرباں ہوں قصوے کے ہر دم دکھانا شکل تیری ہو ہو ہے

سُرخِ تکرہ رگِ ریاں میں سمجھ شیریں کے بلکہ وہ اُس کے گلو گیر ہے خونِ فریاد

دلِ شایق ہے تینہ شفاف شوخ کے دل میں ہے عمارتوں

جلتِ نساغِ کلہا اوقفل مینا کاراگ بن گئی ہے محفلِ عشرت دو کانِ دُور

داسن میں قطرے لے مرے خوشاں لٹکے لازم ہے تجھ کو لالہ بنشیاں کی احتیاط
دور کے پھوٹ جائیں گے مثلِ حبابِ بحر شایق کر اپنے دیدہ گریاں کی احتیاط

مثلِ بادِ سرِ بڑیاں دیرِ طواں ہوجب آہ کو اپنی کرے کیونکر تراجمِ راضیہ

کب فرق ہے رتہ میں یہ شیخ و برہیں کرتے ہیں عبثِ سحر و زنا میں تفریق

کس کی ہے تیغِ ادا کا استویٰ خطِ جِبر اس کے پھائے رکھے ہے اس پہ چودہ تلبک

تداس حد ہے ہوا آہ کہ مرنے کے بعد بھول تربت یہ ہوئے سیری جڑاتا مشکل
بے نظیری سے کیا بت لے خدائی دعویٰ آئینہ اس کو ہوا اب ہے دکھانا مشکل

دل کی مرے ہزار جو آنکھیں ہیں کیا عجب رکھتی ہزار ہیں ہے ہلاک ہزار چشم

مہ جبین کی یاد آئی اوڑھنی چادر مہتاب سے کچھ کم نہیں

دیکھ کر رلف نری بہتی نہیں حیرت سے ورنہ جوہر سے ہے آئینہ حیراں میں موج

کہاں میں ور کہاں ہ دامن یار چہ بہت خاک را با عالم پاک

نامے جا ہیں میں خاک ہے بر باد اکھ دیل اشک بھڑکے آگ
ہو دیں پامال سیکڑوں بے بدل دوجھے مار کے سمن کی ماگ

کیا دکھاتی ہے ہیں یہ چشم تر دیکھینگے ہم مثل آئینہ سہرا بانی سے گھر دیکھینگے ہم

الفٹ کی جو تیغ کھائیں گے ہم داغوں کو سپر بنائیں گے ہم
ایسا ہی تو ستاؤ گے تو واللہ حرم کو جائیں گے ہم

رہر کا کام کیا تیرے لب شیریں نے ہم ترے لعلِ رواں سخن سے بچاؤں گے

شعلہ کے دے ہے ہاتھ میں سر رشہ ال زر کا مہان کا کل بچاؤں کبھی کبھی

شعلہ کہہ رہے آئے پھٹتے ہوئے یہاں تم کرتی ہے چشم پر خوں کیوں یوں تر نشانی
آویزہ گہرے روش ہے اس کے رخ پر ٹپکے ہی پڑتی ہے وہاں حولی و لوجوانی
نشوقِ تخلصِ نفیس رنگیں سجدانی و فیضِ خاتمِ خوش بیانی مظہرِ سیول الہی
میر عباس علی یوحصرِ قاصی سید زین العادین قدس سرہ سلسلہ سست بحضرت محبوب
یزدانی پیر دستگیر روشن ضمیر حضرت سید محمد جعفر شیرازی منہتی میگرد و درہنگامہ کہ والد

خواب کسے خیال لے اسکے ایک فتنہ بڑا جگایا ہے
ہے گلابی جو ہچکیاں لیتی کوئی نے حوایا دیا ہے

جلانا مارنا ہے عاشقوں کو اسکے بھڑیا صفاتوں میں ٹھیکل بت ہے پیکر تا خدائی ہے

یہاں تک تو بڑا کت ہے کہ ڈالے جو گلے میں زنا رہوی خون کی زمار کے نیچے،

نہ ہلا تو ہی نہ خنجر قاتل شایق پستیر عادت بسمل کبھی ایسی تو نہ تھی
شمر تخلص مرزا غلام علی نام از غل زادگان بودہ مسکن در سورت داشت
در عین ہمار زندگی صرصر جل گل وجودش را پڑ مرده ساخت عزیز ایں شمر ناث
خواندہ و دریں اوراق ثبت آمدہ

آج تحالہ لبرارک یہ اسکے ہے عیاں کیا تیر تم نے ملا ہے ہون اسکے لب لب
شرف و اسم با سنی انھنے بود در سورت پیشہ چابک سواری داشت
ہمعصر عبداللہ شاہ تجرد و میرا ان اللہ نادہ بودہ و اور راست

منہ یروئے دکھایا ہے خدا خیر کرے دل کو نظروں میں اڑایا ہے خدا خیر کرے
شعلہ تخلص نامش جس یا و مشہور بہ بڑے آقا از اہل سورت مذہبنا اعتز
می دارد در ابتداے شفق با محبی غلام محمد سمح صاحب ہازار مشورہ سخن گرم میدا ست
دیوانے مختصر در اسم آوردہ مرد و راستہ مزاج و خوش احتیاط دریں ایام ارشد اولاد
فارس خاست بن کلام

تیرے کاکل کے تصور میں مجھے اے شمع و شمع کی لو پر دہیوں کب لپی دکھلائے ہیں سلاپ

دے دیا ہم نے دل جسے شوق ایک ن آہ اس نے دل نہ دیا

کاں کی بالی کا بتا تابشِ رُخ سے ترے ہو گیا گویا کہ پنا نخلِ دشتِ طو رکا

ویدا دل شوق نے اس سے کہہ کر تو کلتُ علی اللہ تعالیٰ

ہے بسکہ شوقِ بوسہ تو بھرتا ہوں جو متا کو بے میں جس کے پاؤں ہوں نیتِ پاؤست
ہم شوق سے اٹھلتے ہیں بیدار اُنکی شوق تابِ عدو ہے کیا کہ اٹھائے چھائے دوست

موجوں کی طرح سے ہے جو دل بیقرار آج وہ بحرِ جن کس سے ہوا ہم کس آج
آئے کا وعدہ ہے کسی گلرو کا اسنے گھر جا اور جا برس کہیں ابر بہار آج

مصنوعِ مارِ زلف کیا آن میں شکار طاؤس جب خیال کا اپنے ہوا بلند

ہمایتیں رتے ہیں بسکہ محکوم لا غر دیکھ کر بیٹھے ہیں پاس میر گرتو ستر دیکھ کر
اکے ہے لگایا ہم نے خطِ شوق پر تاکہ داغ اسے یاد اسے دیکھ کر

قاصدِ جوابِ حطہ مرالایا نہیں ہنوز اس لوجواں کو خطِ مگر آیا نہیں ہنوز

وحشت میں یہ پہناتے ہوئے چارہ گرو ہم اُس زلف کے ہیں ہم نہ کہ زنجیر کے شقائق
تکلیفِ ذرا اے بتِ سفاک ادھر بھی صدقے ترے ہم رہ گئے تمہیر کے شقائق

بزرگوارش منہل گریں خلد بریں شدند معزز الیہ بن تمیز تر سیدہ بود نواب گورنر حنزل
 بمعنی نظر سلوے خاندان آبا، کرامتیں مودہ مبلغ پنجادہ روپیہ ہماش مقرر کرو۔ ماحولہ مولیٰ الیہ
 نقوی و صلاح و ورع و فلان را شعار ذات نیک کردار خود ساخته اتباع شریعت
 نوی عایت و تقلید ملت حقیقت نہایت۔ در فارسی دستگاہ ارجمند و در محل نکات توتہ
 دیسند چوں شوق دریں فن شوق تمام و رغبت تمام میدارد و افکار صحیحہ فصیحہ میریزند
 شاہان سلاست ابیانن بکوشند و تازنکیب ربائے زرت اندیشان بلاغت گوش و
 گلعداران نکاتش بغمزہ جاد و فریب اضطراب افکن ارباب عقل و ہوش خلاصہ فکر
 ایساں است

خواب مے نوشی مجھے آتے ہیں اس میں شیخ اس جگہ شاید کسی ہنگام میں مے خانہ تھا
 بے گیا قاصد کو میرے یوں ڈاکتوبتق بات کرنے میں ہاں تھا وہ یہاں گویا نہ تھا
 شمع حسن باربر قربان ہونے کے لئے کونسا یادانہ تھا محفل میں جو پردانہ تھا

کاہے کو ہو دے غم ہیں اپنی وفات کا بانی ہے اس کی تیغ میں آپ حیات کا
 صاحب ہیں یہ بھی تو درِ حوی کے داعیہ کر حکم ان حسینوں پہ کچھ تو رکات کا

میں مژدہ وصال سے اک دم میں جی اٹھا دم دے کے آج رشک میسا و دہن گیا

مت آپ یہ کہو کہ ہمیں آہ میں اثر سو بار ہم لے چرخ ہے یوں تو ہلا دیا

تصور رُخ رنگین یاریں مجھ کو نماشا رہتا ہے آٹھوں بگرتاں کا
 عجب نہیں ہیں یا اگر گزراے نظر دکھائی دیتا ہے چٹہ بھی آبِ حیاں کا

گھر سے باہر نہ پیر و نکل آیا کیجے سر پہ دیوانوں کے جن کو نہ ٹرایا کیجے

ہوا ہے ہاتھ مرا خالی سطح اب شوق کہ دیکھنے کو نہیں زرمہ محرم کے

حوی طالع ہے یہ بھی کہ ہوں محرم میں بھی ورنہ غولی پہ تری یوں تو میں بائل کتنے

سفاک اپنا ہو یہ بھی شوق دیکھ تو آتا ہے کھینچ کے جو یہ تلوار کون ہے
شعیدہ انخلص خواجہ سعید نام ابن الخال نواب حسام الدین حسین خاں
 بہادر خیتائی نژاد بودہ اصلش از دہلی بود و سے در برودہ از ہناتخانہ بطون
 قدیم بعالم وجود ہندوہ مردنیک سیرت خوش طبیعت بودہ ذہن سلیم و فکر
 مستقیم داشت در ہر مین سگ ناخ دو دو سہ سہ طرح غزل میگرد در جودت و ش
 این نقل زبان زدن را ویراست آوردہ اند و قتیکہ نواب مصطفیٰ احسانیت مولف
 تذکرہ گلشن تجار العزم ریاست خانہ مبارک وارد برودہ بودند اشار الیہ خبر نواب
 شیدہ بحضور سن رفت و طریقے خواست کہ ہر او طرح سخن کند نواب ہوصوف منزل
 ردہ و لعب کشیدہ راہ بود و در عدم گفتن سخن بر نیختہ زبان آورد چوں التماس و
 از حد گذشت ناچار این بیت فرمود

احباب تنگ کرتے ہیں فکر سخن کو اور تنگ آ رہے ہیں جان سے ایسی سفر میں ہم
 شیدا کہ شیدائے این معنی بود و لہجہ و اصفاء این بیت غزلے گفت و مصرع اولی بیت
 نواب را تغیر دادہ و مقطع غزل کردہ بطریشاں در آورد

شیدا طرح مانگے نو کہتے ہیں ششیتہ تنگ آ رہے ہیں جان سے اپنے سفر میں ہم
 شیتہ بعد مطلقا عزل ششیتہ ششیتہ و مر جا بر ذکاوت طبع شیدا و اندوختہ جیس

زندہ اک خلق ہو چلی ہے دفن
ہم لے وحشت ہیں یہ اڑائی خاک
مر گیا میں جو قبرِ دشمن کی
بہر تسکین اُسے کھلائی خاک

حسنت کو طیل اٹھا کے حوریں
اُس کو میں جو خاک کے مر گئے ہم

ہر درد و بین تصور سے شوقِ ہسم
دیکھا کسی کو کرتے ہیں ہر چند دریں

جگر کے ٹکڑے کر ددل کو چور چور کر د
حوم سے ہو سکے ست اے بتو تصور کر د

اس کے چہرے سے مہ کو کیا نسبت
بات ہے یہ بھی کوئی دور کر د
مہ کنکھاں کا حال ہے روشن
حسن پرست تو غور کر د

یہی ہے سونج کو تانا حرف اے زناکتِ بیا
مقرر ہم کو شوق اے دلکھے گامازین نامہ

کمر بند آچکا ہے دامِ عنفتا
میاں ثابت ہوا تیرے کمر ہے
پڑی ہے چاندنی ہر سو جو غش ہو
وہ ہتائی یہ تالیدِ جلوہ گر ہے

شوق پھر اندیش کیا ہے تیرگی قبر سے
جی تصویر میں ہے نکلا ایک شمع نور کے

سوچے کیا خاک اس کے دریاں کو
سُرمہ سحر اتوانی ہے
ہو دیں عاشق کسی یہ کیا ہم شوق
خضر سی کس کی زندگانی ہے

کیا بڑی عمر ہے یا داس کو ابھی کرتے تھے وہ سواری سب ہوش رہا آتی ہے
 کس مزے سے مجھے کہتے ہیں وہ دیکر بوسہ کس کو ہمارے محبت کی دوا آتی ہے
 ستمس تخلص حکیم تہرا لدین حلف حکیم محمد اللطیف از متوطنان سورت
 بسیار خوش اخلاق و خوش صورت و دافوس کہ چراغِ رنگانی آں گل گشت لیلیت
 راصصر اجل و دین شباب کشت و فائق را قریب بہت سال می باشد من تجلیات افکار
 تو صبح دم نہ نہالے حجاب دریاں پڑے گا ٹوٹ ایسی آفتاب دریاں

حرف الصاد مہملہ

صاحب تخلص ذاب فیع الدولہ بیگ نام جان بہادر معروف بنواب
 حامد بیگ خلف بنواب مرزا محمد بیگ دلی اس ملکہ یموسوا دالوار مکارم اخلاق
 زیادہ تر از آفتاب پر تو ابدانِ ساحت جہاں است تلہ ہار دہ سال استقلال تمام
 رایات عدل و داد بر افراس تہ تاریخ چہارم حمادی الاول سنہ احدی و ثمانین ہادی
 بعد الف ظاہر و خوش ارقص مصری بسراقِ خلد ہیں پر دار بنود و شخصے تاریخ وفات
 ختم عالم یا مہجوں طبع دقا دہشت ہولہ بار بار فضلا و شعر رغبت کی میداست
 بدیں تقریب زاکسات و جوانب علما و فضلا ہرفن رو بیار گاہش نہادند و ہر یک
 فراخ و رتبہ خوین بصلہ و جایز ہائے فاخرہ سر جزئی و عزت مالاکلام یافتے و اکثر وقت
 بعد انصراف از مہمات مالی و ملکی متغول شعر گوئی می شدند و شعر را پیش زمین نوا سن
 می فرمود و ز کلمات ایشان است

آہ معلوم نہیں ساتھ کے اپنے شرف روز لوگ حالتے ہیں چلے سو کہاں جاتے ہیں
 صوفی تخلص درویشی مہول کمالست کہ در احمد آدمی ماند اور است
 اُس زرد پوش کی جوہسی کی صفت لکھوں صوفی مرا قلم تجریر عفران بنے

ما بین بعد الفنا رہی سفر حجاز بود بعد شرف عتبه لوسی روضہ مقدسہ فیما بین حرمین لفرین
 زاد ہما الشرفا ورعین عالم جوانی وصل لقائے رحمانی سدا لہم غفرالرحم صاحب یوان است
 کچھ گعاترش بہر امید ثبت گردید۔
 ہر آن تیغ سے شیدا کو کیا ڈراتے ہو بس آزما یا جب جی میں آزمانا ہوا

بزم میں رونے لگا جو ابھی ہنستے ہنستے تیرے شیدا کو جدا جاے کہ کیا یاد آیا

گھر میں آنا مرے آنا ملک الموت سمجھ کر آیا ہے یہاں قاتل خونخوار کوئی شخص
 میں نے کہا کوچہ میں ترے آؤں تو بولا جاتا نہیں جست میں گہگہار کوئی شخص
 ہست کسی گھر دے ہیں میں کہ مبادا ہو جائے گلے کا نہ مرے ہار کوئی شخص

نزدق جھوٹے ہیں بہنِ نازیل، ین افت مگر ہے آستانہ تیرا یا میری حبیبِ افت

نکو دعویٰ عشق میں تجکو سرو حسن ہے میں کروں ٹبل کو شرمندہ تو کر گل کو خجل

رشک مدو سے رنج اٹھلتے ہیں گھر میں ہم آرام کے لئے ہیں خیالِ سفر میں ہم

بیجا محنت کو ترے رشکِ میسا تعویذ کی جا ہے تری تصویر گھٹیں

قصہِ توبہ شکنی خلد میں حوروں کو ہوا تادمِ مرگ جو شیدائے نہبائی تو بہ

حکیم الظاہر معجم

ظفر تخلص ماہر رموز شاعری سید ظفر حسین بخاری دادا و سجادہ حضرت بہا الدین
قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ تولد و نشو و نما احمد آباد دار و درجہ نکات فارسی و دیانت
استعارات دخل معقول و در شر نویسی و تار سنجہ دلی سلیقہ مقبول چوں نفسِ ناطقہ آت
لذت یافتہ آئین من است نظم و لکنت و استعارے غش می لویسید سید است بھو و جلت
علم معروف و از اجبا سقا قم و تربیت یافتہ سید باقر علی آقا قرین خیالات
حبش بازوے نازک سے کیا کام تمام ہاتھ کرے بھی نہ پایا وہ ستمگر اینا

ظفر تیری غزل کل کس میخانے گی تھی لب میا سے جوہر دم خطاب لفظ قلقل تھا

گھر ناخو رشید رو کا سمت معرب تہر میں تو بے سے کیجئے پیش ار طلوع آفتاب

چشم بوطوناں کی گنجائش نہ ہوگی تہر میں میرے رونے کو شکر اک بیاباں چاہئے

حکیم العین مہملہ

عابد تخلص نامش غلام رین العابدین عرف میاں جان پسر شی جین الدین
مولدش قصہ رائدیر است خدمت تحصیل داری قصبہ مذکور از جانب سکرا لکریز
بوالدش مفوض بود از چندے در سلک ملازمان لواب صاحب کھنایت منسلک
در فارسی فی الجملہ استعداد دارد و فکرش درست معلوم می شود فیض البصالح میاں سمجھو
صاحب است اور است

حرف الضاد معجم

ضاحک تخلص مرزا حیدر الدین بیگ خلف نواب تیار الدولہ معرین خان
والی آس بلدہ بعد تسلیم ریاست بدر بزرگوار خود در کبئی رفته اقامت میداشت و
بوقع ذوقار تمام میزیست و از سرکار انگریزی برای این مامور مقرر بودہ قریب است
ساست کہ رہی سفر آخرت شدہ سموع یافته کہ صاحب دیوان است من کلامہ
دل پر مردہ کی تو داد دلا جا آجا شہرت وصل مجھے یار بلا جا آجا
بھی امید ہے ضاحک کہ بہانہ مت کر میرے جموں کو ترے دل لاجا آجا

زرگی چشم کا بیاہوں کن کا ال کا تشہ تسربت دیدار ہوں کن کا ال کا

حرف الطاء معجم

طالب تخلص مرزا محمود بیگ الخطاب بعزت اللہ خاں از امرائے ملدار
سرکار نواب حامد بیگ بودند از دست
طالب بار بار دُنیا کے مناشے پڑ پھول کارواں کتنے گئے ہیں جہاں سے کوچ کر
طالب تخلص شیخ علی اللہ ساکن قصبہ مرہہ کہ یکے از قصبات حوالی احمد آباد
است الحال بطور ملار مت ہمارا جہ کا گوارا قامت برودہ می دار وادراست
اُٹھائیگا بغیر ہے غبار کے طور پر پہنچی خواہ میری اگر آسماں تلک
میں بھی تو حالوں کہ کٹھن ہے یہ غنیمت گاؤں میں کی بھی نکل آئے زباں تلک

سندر رام رادب بوز نہ تصور کنندہ انگاہ یک لطف بطریق ایہام حاصل شود والا نہ چیزیا
کہ قلندر اں اکثر قزو و راب و ریش می کنند نہ شکہ حرست دود یوان دارد یوان ہدیش
دریں ملا دکیاب لہذا فقط مرحبہ استعار کہ در تذکرہ ہائے سابق نوشتہ اند تھلید کردہ
شد جوں شاعر قدیم ایہا است لہذا بالکل ذکر اور ترک کردن مناسب نظر نہ آمد خلاصہ فکر اوست
مرگ دل کا ہی فاتح نہ پڑھا عزت اخلاص کی بارہا ہو گا
داع اسکوں میں بوئے خون ہے آت کھل کے لالہ کہیں ہنسنا ہو گا

ہم سے گر سر تھمکا اہل تکبر کا تو کیا فخر آدم کہے ابلہس کا مسجد نہیں

فقیروں سے نہ ہو بے رنگ لافیل مولیٰ میں ترا جامہ گلانی ہے تو میرا حرقہ بھگو ہے

شکستہ کر کے مرادل نظر نہ کر اس پر یہ ٹوٹا آئینہ ہے منہ تری ملا دیکھے
سحر فی تخلص علام و میالد بن نام از فرزندان حضرت شاہ و حیل میں قدس سرف
من وجہ درخندانی بہرہ طبع ہوا و ارداز تازہ مشقان کھنسا بیت است ادبی گوید
کس نے کی جبت ابرو کہ گرا طات سے یہ بھر ہوا شیشہ دل جو رد و مارا اسنا
لیں صبر ہو بوسہ اُدھل کے ہوں ٹکڑے عری خنجر اسروے قاتل ہے دود حارا اپنا

غبارِ نقین یاسے گلر خاں ہوں ہوا حوا ہو کہو ما دِ صبا کو
طبیعت ہو ر ساعنی جبا پنی دکھا دے یار گریز لعل سا کو

اب کس کو کہیں سوا خدا کے بت سستے ہیں حرص کسی کی

خندہ و دماں ماسے کیون وہ گلو کرے عاشقِ مفلس کی خاطر دفنائی ان توں
 اس پری کو دیکھ عرصہ ہوتے جا بڑ گیا دشمنِ حانی ہوا ہے یا بے جانی ان توں
 عجب اس تخلص سید عباس علی ارساداتِ ایں بلدہ بود و در سلکِ فنیانِ نواب
 امیتا زاد دولہ معزِ رفاں بہا در سفرِ نازیک و ورقہ نو شستہ او بنظر رسید معلوم شد کہ فارسی
 را خوبی دانست حالاتِ جنگِ نواب موصوف با سرکارِ کیمینی و قابض شدنِ انگریزوں
 بلدہ بھروج را تمام و کمال در نظم ہندی آورده از دیادگار است یہاں از سی سالت
 کہ ہم آغوشِ سعد است ینہ

جس جگہ حسن کا مارا ترسے ہوئے گرم یوسف مصر کا وہاں کوئی خریدار نہ ہو
 علی تخلص شیخ علی لقب ہیری متوطن بھی است و از متاہیر شعرائے ناخت
 مسموع سندہ کہ یک قصہ حقیقہ بنام نواب مدراج موزوں کردہ ہیری موصوف زیم ہیری
 گردون دول انچہ صلد و انعام کہ مانقہ بود در راہ قطع الطریقاں بدو دوچار شد ان
 ہمہ بدیشاں تو ضلع منو در فارسی ہم سرے زندین افکارا تہ

مرا حلتا ہے جی اس بلبلِ بکس کی غربت پر کہ گل کے آسے پر یوں لٹایا خانانِ اپنا
 عزالت تخلص آتش سید عبدالولی حلف سید سعد اللہ از قدیم ناک خیلان
 سورت است مزارِ بزرگانش بنزد تہر مزبور در مغلی سہ کہ یکے از محلاتِ سورت است
 واقع است بر توطنِ سورت و ایں نقل شاہد است از انجا کہ غلغلہ جہاں گردی سید بھو
 باوجود تخلصِ گردن عزالت بسانِ تہرہ غفا در عالم رفتہ در شہرے ہنگامِ سیاحتِ محل
 متاعہ باکسے درویشے سلوکِ ظاہری کم مرعی دامنستہ باشد ازین جہت آمزد آراد
 طرافاً دستِ عزالت گرفتہ ایں شعر پورا خواند

عبدالولی سورت بندر رسیدہ است شکر خدا دستِ قلندر رسیدہ است
 عزالت انبجوہر فقیر مطلع شدہ مرہم معذرت برین درویش ہندا اگر لفظ سورت بے محل

مرا تو نا صحو اس سے بخی ن کلتا ہے ستر کا ہے کو ہے آفتاب شیشے میں

اہل جنت کو ہوا عرصہ محشر دوزخ تیش دل جو وہاں لالی بریشاں محبو

عشق کا کل نہ چھوڑنا علوی سانپ رکھا بھی کام آتا ہے

جس جائے دیکھوں صورت حال ہوسکے آئینہ دار بن گئے دیوار و در بے محسے

کام آیا کچھ نہ عشق بناں کب قبر میں ہاں ایک دہاں حراغ تھا دلِ حوں محسے

یہاں گر طبع رسم ہے تو دہاں زلف پریشاں لہو یگر یہاں ہے آہ دہاں بھی دلیاں

ہے نثارِ گردِ راہِ یار و آفتاب، آساں پر ہے کجائے سگِ مرچا بدنی
شبِ ہکستا تھا اُجائے ہیں تر گھر کیو نکائیں محکو علوی ہو گئی سدِ سکندرِ چاندنی

حس الغین معجمہ

غالب تخلص سید حاجی میاں از سادات برودہ مرو خوش مزاج حمید
اطوار و آرام و احاد خود داخلِ زمرہ ملازمانِ ہمارا جگائیکو اڑاست اکثر طمع
مائل مناقب جناب مرقضوی است از فکر کردہ دوست
زلف میں او پریشان ہوا دل ایسا کب سہلے ہیں سبھالے سے جو دیلاں

نئی صول کی شب بھی ہات پائی پائی نہ مراد ہم نے جی کی
 خاموش بقول گویا عرفی اچھی نہیں تشریح عائقی کی
 علوی تخلص المومسوم بنگلام جیلانی ار اولادِ شاہ وحید الدین مولدش در احمد آباد
 دس رستہ در کھنایت رسیدہ دریافتِ مذاق مضامین شعر با نذرۃ خوب طریح گوئی
 خوش اسلوب مرد نیک سیرت و عالی فطرت است اصلاحِ سخن از میاں سچو صاحب
 حاریست از کلام ادست

خاک الی دیدہ درباں میں نیچے صفت لے ہم گئے محفل ہیرا و روہ دیکھتا ہی رہ گیا

تو فلک مجھ سے اگر زیرِ احساں ہوتا میں سیاحت تو تھا کا کلِ خواباں ہوتا

اتنی مدت میں عیاں ہو کر اے جوتِ جہاں چاک کرنا بھی گریبان کا میں بھول گیا

گرہ بازلیک کمو تر بھی اس کو مدے قاصد کے کہ تا عقدہ کھلے اسپر مری لے تابی دل کا

یہ عالم اس بھیمو کے کا ہے جس مغل میں گل تھا وہاں گل ہو گئی تھی شمع اور پروانہ بلبل تھا

مدقِ پائے نگار میں ترے دہو کرینا ہے تپِ دل کو مرے شربتِ عناب سے خوب

اہلِ سخن یہاں کے بھی سحرِ لیلیاں ہیں سوتی نہیں لگتے ہیں کچھ شاعرانِ ہند

سرمۂ سحرِ تصور ہے مرا اے علوی اس کو اب مجھ سے ہوا خود کو چھینا ناکل

مرد خوش مزاج و خوش گوشت جمع اوصاف ہو کہ در فارسی قدرت سیک در گھرائی یا طولی
دارد از جانب سرکار انگریزی بر حد متصفی مستقل و از ادائی راہ اتحاد با حسن الوجہ
جاریست و از تلامذہ میاں سچو صاحب سرت من نتائج طبعہ

فطرت و قریب سے دوستی ہے اٹھ اٹھ نینیں مرتے دم پاؤں نکالے کیا ترسے چار نے
فانی تخلص پر صیغہ و نجف اگرچہ فقیر درین فن رغبت و میل خاطر نہیں داشت
گاہ گاہ ہے بعد السراغ از طالع علمی تحریک مجاہد صادق و اجہاتہ موافق فکر سخن ہیکرد
میں خواست کہ خود را بنمزد مکتہ پرور راں مانی و دقیقہ سخنان گرامی در آمدان نظر مانیکہ و دقیقہ
شناساں روشن قیاس و روشنیان قیاسان دقیقہ شناسان بقیہ قصائے نفس سلیم خطا پوش و
طبع حلیم عد ریوش بے بصاعتاں را معاتب خطا مانی کند و در اخفا معاتب می کوشند
افکار و موہومہ خود را معروض می دارد

اندیشہ صبح میں شب وصل بس صبح ہوا وصال ایسا

کہتے کہتے حال دل قاصد کو پہنچے یا تک
شوق نے کیا منزل مقصود کو پہنچا دیا
جانب میں نظارہ ہونے کے سبب کچھ بھی امید
بختِ خفایت نے ولے تعمیر کو لیٹا دیا

ہوا یہ عم کھلی جب خلد میں لکھ
یہاں کو چے سے تیرے کون لایا

ایسی قسمت کے لکھے کو روئے
کیا گلہ ہے گنبد دار کا

زلف کے کھلتے ہی تاریکی ہوئی سہاں بند
روزِ محشر پر گر اسایہ شب دیکھو رکا

عیاذ تک کھلا کے سمجھاؤں یکیا صورت کروں مانگتا ہے طفل دل بہت شکر کے الکی سی شبیہ
 غمگین تخلص نئی فریخت صلت اس ہند قریب سی سال است کہ درندائے
 خاص نواب ابراہیم حاکم والی سمیں سترہ می شود شگفتہ طبع و خوش وضع است اور است
 شمع رویوں کی ملاقات سے کرتا ہے تو منع ناصحا آگ لگو اس ترے سمجھانے کو
 دام بجاں ہیں گرفتار ہوں جو مرغ ہیر پڑا ترپوں ہوں رخ خال کے یوں دانے کو
 غنچی تخلص شمس خواجا ابراہیم از باشند گاہ سورت مرد خوش صحبت و خوش
 سیرت و شیمہ خلق و تواضع و طینت میدار دگاہے مکر کب فارسی ہم میا شد درا و ائل
 مفلس تخلص میکرد و در سے نواب ابراہیم یا قوت حاکم والی سمیں کہ ار حو ہر باں یں فن
 است نظر رگو ہر بے بہا غنچہ شمس فرمودہ تخلص مفلس بیجا لگاست و گعت کہ این رو کو
 قی تخلص نمای غنی کہ از فکر محوز می بود مدہیتہ این شعر بر زبان را ند فرمود :-
 کب تک کے گئے کا مفلس ہے چرخ بد گہر تو یا قوت خاں نے مج کو اب تو غنی کیا ہے
 عرصہ چند سال است کہ در سر کار اب حسام الدین خاں پدیتہ طبابت متعلق قوت حاکم کمال
 است اشعار اساتذہ یا دذہش بیابا و زوست
 آج اُس جھوٹے کی جھوٹی مے ملے گی کیا مجھے جو پھر کتے ہیں مرے پیٹھ کچھ شے بس

مثل تصویرِ تجر میں بس آجا دے ہے آئینہ دیکھے ہے جب اس مری حیرانی کو

رہتی ہے چہت چڑھی اب کی سنہری رنگت جوان دنوں غنی کا جہر ہے رعمرانی

تالفا

فضل تخلص شہر الامثال شیخ فاضل مشہور رہا دو سو میاں کہ کہیں را دیکھو میاں شمس

جان دی تب ہوا وصالِ صنم نفع کو دیکھ اور ضرر کو دیکھ
 شمع پر دانہ دیکھتا ہے کیا تو مری سوزشِ جگر کو دیکھ
 کیا وہ جیتا ہے ہجر میں ظالم پونچھتا ہے یہ نامہ مر کو دیکھ

اُن کا پرکاں ہے آمدار بہت پر مرے خون کا پیا سا ہے

یاس و اُمید کے جھگڑے میں پھنسے ہیں فائق کب حلاجی ملے گی میں سے رہائی ہوگی

اس بلندی یہ کیوں فلک سے غور جتنی فیت ہے وہی پتی ہے

بے نیازی ہے اسکی قابلِ ناز حرم بخشے ہے ہر بہانے سے
 اُس دہس لے کیا لبِ معشوق جی بنگ آگیا زمانے سے
 حیف ہے چھوڑیے گلی اس کی فائق اغیار کے ڈرانے سے

یار کے ہم ہیں تہِ تہ دیدار آپ کو ترسے کیا ہو سیرانی

دم آگیا حذا دل کا بس ناک میں ہدم دیوانگی کرنے لگے زنجیر کے ٹکڑے
 فائق جو کئی دن سے مقلدِ بقصا ہیں اس واسطے کرتے ہیں مزاحیر کے ٹکڑے
 فدا تخلصِ سیدین نام از ساکناں قصبہ بردہ سیدِ سپاہِ میثا است مشورہ سخن
 با خواجہ سعید شیدا میگرد از دست
 زکوٰۃ حُسن دو بوسہ رفتہ کو کسی سائل کو جھڑکایا نہ کیجے

کاٹے ہے اب گشت کو حسرتِ گدا میں کشتہ حوا سے فائقِ بے دلِ نطسرا یا

ہیں فالین کی حاجت رہی کچھ بچائے کو ہے کافی مرگ چھالا

گر ہم کنار ہوں گے نہ اس بحرِ حسن سے دُنیا سے بھر کریں گے کنارِ اِسانِ موج

کس طرح دل کا اب حصار کریں عشق پہنچا ہے موجِ غم لے کر
مے پئے گارِ یارِ بنِ متا بق گر کوئی آئے جامِ جم لے کر

مثل گوہر اس کے دندانِ درخشانِ بیکھر ہو گئے اختر سما کے سارے حیراں دیکھر

تہید کر کے نہ آیا مزارِ برستا قل تو بیقرار ہوں بسملِ سائیرِ خاکِ ہنوز

نہ نامہ نہ پیغام سے ہے تسلی رہیگا یہ پھر جانِ غمگینِ کتب

شمعِ رو کے عشق میں فائق ہوئے ہیں نختہ پر بہت ہیں ابھی پڑائے کے شرمائے کو ہم

دن بدن طفلِ تنک ہیں ابتر دیکھیں اظہار کیا نکلتے ہیں

شمع کی قبر پر نہیں حاجت اپے سبِ باغِ دل کے ہیں روشن

دھوا ہوا۔

یہ اسی کی سسٹیم کا کل ہے
وہ لوہہ ہم نہیں ہے ہم پر زلزلت
اسے صبا کیوں نہیں اڑاتی ہے
کس لیے سچ و تاب کھاتی ہے

حق القرب

قطبِ تخلص ما قطبِ لدین از متمولان و معرراں سورت بودہ نرگانش از
پدیکہ کاہِ خلافت مخاطب بملکِ تجارت بوند در سلیقہ و صحبت از ہم عصران قایق صورت با سیرت
طابق داشت چہنگین گل در ریاں جوانی گل وجودش را بر چہید و نخل بند قضاقت
موزنش را کہ سر و سخر امانی گلشنِ جنت رسانید دیوانے دارِ قلیل الحکم چند روز برائے
اصلاح میالِ سحر دادہ بود از اتہاقات شاید از سہو وقت طارِ جملہ لفظ قطب را کہ تخلص
خودش بود در یک شعر متحرک لوزن آوردہ محمد سخنِ تخلص با سخنِ دریں خصوص معارضہ گریڈ
و این مضمون را بنظم کشید فرمود

بجائے حرم لفظ قطب بر ختم سکہ بھاری ہے
اگر چہ ارشاد نو گریز خامہ گره در دلِ نافہ آہو ہے چہی گره بستہ اما سعادۃ گاہے غبار
سکتہ چینی نہ اماں خاطر نہ شمشیرِ چشم دارم کہ اگر بیاسے چشمِ دریں باغِ سراپا بہارم بشتابی
حارثیست و معائب کسے اینا بی مگر حوالہ میں بیت خالی از لطف بنودہ متحرک و تکلف
بعضے دوسرے سمانِ طرافت پسندم قوم متہ و غلامہ فکر درست

کس ہمارے یار کے کوچے سے جاتی ہے بہار
حقِ قطب تخلص قطب دائرۃ تہریت نفس انمازل طریقیت مصباح الزاہر معرفت
کاشف اسرار حقیقت مقر القوانین یا منافع البیان و بین القوال بدلائل والبرہان بحر العلوم
الاعظم جامع فتول الحکم رہبان المجتہدین فی فخر المحدثین مجددیم دوراں مولانا جمال الدین جس عاں

فرحت تخلص بن نواب برہم یا قوت خاں والی مسیحین برادر کو چکس دیا
 اخلاص از نامن مطلع ہم ایں چند اشعار ایشاں بنام ایساں تہو روڈ نوشتہ شد
 یہ حصرت دل جس کی نگاہوں پہ مرے ہیں ہر نظر اس شوخ کے چہرہ صبر سے دھڑکتے ہیں
 جس دن سے جبے دل نے کئے یار سے فرحت کچھ سمجھ ہی سے تنہا نہیں عالم سے بُرے ہیں
 فرحت تخلص نامش بسان فرحت فی زمانہ نایب الذوق سخن سرا بان سورت
 است از دست

وہ رشک ماہ تاباں ہے بھجاب مجھ سے تو آج میرے گھر میں اسے آفتاب مست آ
 فضل تخلص شیخ فصل نام از اولاد میاں مخدوم کہیں برادر غلام شاہ جولاں
 از شعر تازہ مشق احمد آباد طبع تیز میرا درو فراسی تو سے کامیاب سراج سخن از میر قزلی باقر
 است از دست

سوئے ہم ابرو و مژگاں کے تصویریں کبھی خواب بٹی آیا تو ہر دم تیرا ورتو ار کا
 چین کا نقاش بھی جس مان جاوے پہنچن کھینچے کر نقشہ ستمگر کی جہیں کی جس کا
 فقیہہ تخلص باپو نام از اہل بکری داڑی شاہیر شعر انجاست چند سالست کہ رحلت
 منودہ۔ از دست

ہم نے افلاک کو سونگ بدلتے دیکھا ایک قسمت کے نوشتے کو نہ ٹلے دیکھا،
 میں ہی ان رہبر جمیوں کا ہوا کیا مقول یہاں فرشتے کا بھی بس پاؤں بھلتے دیکھا،

وراقِ یار میں رونے سے بنائی ہوئی زائل بلا سے بھی بہتر ہے کہ صبحِ شام سے گزرتے
 ہنیم تخلص ملک سردار جوائے ست از تازہ مشقان سورت ساز کاوت در عبس
 معلوم میشود و چند اشعار خود را منظر فیض مسطر میاں سچو گزرا بندہ از اں اشعار ایندہ

اتھاس پوسہ میں کیا فائدہ طولِ کلام ہے کفایت اس ہی قطبی سخنِ مطلب کے دو

اگر یہ مشہر ہے جس گلِ اندام سو سو کوں ہمارے عشق کا بھی ہو رہا ہے نام سو کوں

حرف الکاف

کاظم تخلص محمد کاظم نام نٹو خاں در بند رکھنا بت یافتہ سمورِ سندہ کہ جو انیت
تہذیبِ اخلاق و مروت آراستہ و کلیہ نکاح و ذہن پر استہ حال از چندے نجدتِ تحصیل کا
پرگناتِ کھنایت از کٹر نواب حسین یا در خاں بہادر سردارِ استاز دست

زودہ آیا نہ محکومو آیا نہ تو خط کا مرے جواب آیا

اسی عالم پر جواب میں یکھا اصطرابی سے پھر نہ جواب آیا

کامل تخلص است سید مصور از ساداتِ برودہ از کلامِ اوست

غلط ہے حشر ہو خورشید کے نزدیک بننے سے ہیں اس سنگِ کا دور رہنا ہی قیامت ہے

کامل تخلص کاملِ نصابِ سیادت و اکملِ النصیبِ ایت دو خاصانِ سعادت

ازلی و شجرۃ الابرار دانشِ لم یزلی شمعِ تبستانِ خاندانِ مصطفوی گوہرِ شرفِ چراغِ دودمان

مرقصوی میر کمال الدین حسین رضوی حلفِ جنابِ سیادتِ آب سید باقر صاحبِ سلسلہ

نسب واسطہ حضرت سید احمد جعفر شیرازی ندس سرہ امامِ عالی مقام امام محمد نقی کہ امامِ ہم

اندر از ایامِ اثنا عشر سلام اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ حدہ شفیعِ یومِ المحشر بنتی می شود عالی نژادِ دو زبان

فیجہم و خاندانِ عظیم است منصبِ قضاوت در ہنگامِ قیامِ عدالت نقلِ کعبہ کبیرہ بوالدینِ بزرگوار

مفوضِ بودہ تولد سن در سورتِ رودادہ پس رتد دریں بلکہ عشرتِ پنج رسیدہ ایدون

اقامت پذیر احمد آباد است تحصیل فن در خدمتِ فیضِ درجبتِ حضرت والدہ احدی

کہ اس العم حضرت می سودہ نمودہ و نیز استفادہ علوم از استادان مولوی پور محمد صاحب کردہ

خلفِ نواب نور الدین خاں اگرچہ کلکِ مقطوع اللسان و خامۂ نرولیدہ بیانِ تخریفِ فضل
 کمالِ صورتِ معنوی و اوصافِ اخلاقی طاہری و باطنی ہمہ سکوت میدار و اما چون
 تقربِ حصولِ سعادتِ ابدی و دولتِ سرمدی بدستِ ناطقہ آمدہ بک بار ازین معنی باز آمدن
 از خردی انکاشت ناچار با ظہارِ محجہ از احوالِ قدسی آلِ صفحہ اوراقِ رازیب و وزینتِ داو کہ بولینا
 از اہلِ دودمانِ سیادت است فضائلِ ظاہر و باطنِ اظہارِ شمسِ بہ ساحتِ روزگارِ رشک است
 خنجاہِ تخیالِ نکرست بر ذوقِ نشا و معارفِ و حقایقِ و ساغرِ تصورِ لاشِ لبریزِ بادۂ لطافتِ قائم
 ضمیرِ ہمہ تر تویزش مشرقِ اوارِ الہی و سینہِ منقبضِ گنجیہ اس مخرنِ اسرارِ نائباہی بالجمہ مولانا
 راجولِ علومِ دیگر در فی لطمِ قدرتِ تمام است ابیاتش چون منزلِ گز میانِ را و مولیٰ از تکلفاتِ
 مہرِ نظمیں ہجو اسرارِ سالکانِ توحید ہوشِ راجولِ بسیاری وقتِ فارسی زبانانِ از حلاوتِ
 مضامینِ ایساں کہ اعلیٰ من لعل در حق او توان گشت شرمِ کلامِ مقاصدِ خودیش و مدائنِ توحید
 خرمنِ ہندی تمنع از مطالبِ پسند خود نیافتہ بودند بدین تقریب بعضی وقت لالی شاہوہ
 ہندی را بساں عقدِ نریا بسککِ نظم میکشند و مست بر جانِ خنورانِ این رماں می ہنند کلک
 سلامتِ سلکِ راجہ یار کہ از در نشا خواہیں در آید پس بمقتضائے این فرمودہ شعر :-
 زباں درکش کہ جائے دم زدن نیست سخنِ کوتہ کہ میدانِ سخن نیست
 بتخریکِ کلامِ اعجازِ نظم اسامعانِ حقیقت ہیں را سعادتِ نندوزمی سازد
 وصلِ مرہا دو شیریں کا میسر نہ ہوا فائدہ کچھ ہیں گر زور ہوا زرنہ ہوا

کیونکہ لو سے ہاتھ آویں یسے نہ نہس کے دو
 منحصر کچھ منہ کے لو سے پر بہیل این سوال
 بوسوہ پہلے دیا کرتے تھے ہم کو بے حساب
 ایک لوسے اس کف پا کا غنیمت ہے ہیں
 جو رہا نے ایک بھی گرد اسطے سور کے دو
 پاؤں کے دو ہات کے دو بارو کے بغیر کے دو
 خوبی قسمت ہے اب ٹھہرے ہیں ملے سب کے دو
 یہ کہاں پنا دہن کہتے جو دو تم لب کے دو

رات دن رہتے ہیں کوچہ میں بربزادوں کے کاش ہو جائے کوئی ان میں مسخرا پن

ہم خوش تھے اعتماد و فادہ بھی جانتے نیروں کا ایسے ساتھ ہمیں امتحاں ہوا

دل میں ہگئی سب حسرتِ دل تاسیہِ مرخ نے ترے بہوش کیا

غبارِ رشکِ عدو آئینہ نے صاف کیا وگرنہ یوں بھی تو کب تجھ سے پار لگتا تھا

بند ہا ہمیں کمرِ یار پر دو پٹاِ مرخ ہوا ہے موئے کمر کو خضابِ ہندی کا

خیالِ دبدبہ مے گوں میں شعر پڑتے ہیں یہ کیفِ یونیس عجب منہ کھلا ہے قفل کا

کمِ نظر آتا ہے ظالم سے عدو کا التفات یاد آیا ہونہ اس کو جو ستم ہم پر ہوا

بتابی سے یادِ رح میں یا تا ہوں قرار سیلاب بھی ہوں تو پشتِ آئینہ کا

اس کو تخریرِ شکر کا بیت بھی ہوا ہم پہ عذاب اک بلا ہے جاں تھا لکھنا نام بھی اغیار کا

کیوں کیجئے نہ دیدہٴ نصفت سے اس صیاد اک فردِ انتخاب ہے مضمونِ خال کا

اس جہنمِ مست کا دمِ مرگ آگیا خیال تلخیِ نزع میں بھی مزا تھا شراب کا

حدتِ ذہنِ بمرتہ ایست کہ تیر باناں بحضورش بے زبان و حاضر جوابی اش نمیر لے
 است کہ حاضر جواباں پیش وے ہر دہاں سلیقہ نوشتنِ نثر بسیار تین و نظم سچو لب
 دلیراں نگین و شیریں انجہ از دودہ قلمش برآید حلوائے بے دو و است بلکہ انجہ نوشتن
 سراں نیز باید افزو دہ بر سراں کمال لودنِ تخلصش لیلے است روشن و ہوید کہ کمال در
 کلام سچو باہ تمام سیدات ہند اسر علوم متداولہ کما لیت بلغ میارند اما فکر سخن و دریا فیتاں
 روشن کہ از نیکوے مزاج و ظرافت طبع است بے تدریق رتبہ شعر را العلوم رتبہ رسانیدہ خیال
 شاد لیت ریالہم بطمس قلمہم اس دلا جان نظمش لعلے است رہبران ہنگامہ یا قوتِ جہش
 ہموارہ فکرِ صحیح و کلام فصیح سر سبز ندا محصلہ - کمالش مامعور است پس از ایاد و ابیات کسب
 ایثار کمال شایعہاں اپن فن منوید ہوید عشرت جاوید میکند

اس نے دی غیر کو انگستری فیرو سے کی رنگ بدلے ہیں اس وقت یہ کیا کیا اپنا
 یار کے وصف سراپا میں کمر کی جسا بر ہم لے اس شعر میں باندھا ہے سراپا اپنا
 پوسہ پائے صنم وصل میں کافی ہے کہ سر اٹھنے دیتا ہی نہیں شکر کا سجدہ اپنا

ہو جس دل کو مل گئے دوست لبِ معنوق کس کا تیر ہوا

حاکم اس صفائی پر کہ شبتانی تار میں لوگوں پہ کھل گیا مرے دل کا معاملہ

گر می ہجر اس نے دی انگوں میں تاثیرِ شرر آنسوؤں کے بونچھے ہی میرا دم جل گیا

تیرے پانی کے جوالے پہ بھی مرتے ہیں عددو بس دمِ تیغ ہے ان کو دمِ آخر میرا

وہ جفا جو کیوں ہو مجھ سے خوش آپ میں ایسا دشمن جاں ہوں

اڑتی پھرتی ہے سنتِ نکال پھی ہم سلیمان ایسے وقت کے ہیں

جرمِ افتائے راز ہیں غضب جہنم ترے کیلئے تزدامن

رکھا کمِ طرفی دل نے ہمیں محرومِ ساغر سے ہوئے بہوشِ شیشہ دیکھتے ہی اسکی محفل میں

دل اس نے لیا جو تھا کہیں میں خم آگیا رلفِ ناز میں میں

دو حسن پہ مغرور جو رہتا ہے تو ہم بھی جی میں ہے کہ آئینہ کی دوکان نکالیں

یہاں نکستِ رنگِ آفرینِ و زافروں رنگ کھلتا ہے وہاں جتنا سواڑتا ہے یہاں

ہے اگر اں کو ناز کی پرماز ہم بھی یہاں ناتواں رہتے ہیں

ہم سے کہے ہے قلقلِ مینا شبِ دصال کیوں آج بند مرغِ سحر کا گلو نہیں

کل وہاں کمِ سخنی آئی ہو گی معلوم گر مرانا مہ اعمال کھلا محشر میں

اس کے کوچ میں ہیں جو خاکِ تیں آسمانِ یردماغ رکھتے ہیں

یارسے کب تک غبارِ کئی ہائے عدد بھرتے بھرتے اب تو دل بھی تیشہ ساعت بنا

ہم سے تو حالِ عیشِ جہل نہ پوچھو اپنا ہاتھ اور اس کا داماں مٹھا

س تیرے لب یہ آئے ہمارے یہ آہ سرد ساغر کے پیٹے پیٹے میں بس جم گئی متراب

آئینہ کیا دکھائے مست اطہ آبِ حیران اس کی صورت پر

میں تو میں دہاں ویسی تو کوئی جاسکتا ہیں آسمان سے کلم ہیں ہے کچھ زمین کوئے یار

روزِ محشر الہی ہو کوتاہ کہیں کھل جائے اسکی ریلے راز

آہ کو نزع میں بھی اتنا اثر باقی مت کہ لگا دی ملک الموت کے بر کو آتش

منہ مت بگاڑ نغمِ کلامی سے اپسا تو راہد کبھی نہ ہو دیگی ہم سے شراب ترک

ہے عکسِ دے دلبر حلوہ افزائے نظر ہر جہاں ایک منہ خانہ ہے اپنی چہنم حیراں میں

کھٹکے ہا ہوں قیوں کو گو کہ زار ہوں میں مٹھائے کو جیسے میں گویا عدد کو خار ہوں میں
صفا پسند یہاں تک ہے شہتِ خاک اپنی موسے پہ بھی کسی آئینہ کا غبار ہوں میں
بسانِ کاغذ مسطر کھینچیں گیں تن کی یہ کھینچتا ترسے نامہ کا انتظار ہوں میں

بے تکلف جو پڑے بوٹے ہیں عاشق زار کیا ترے سایہ دیوار کو بستر سمجھے

تو بے ساتھ بیٹھے ہی کے یکجا ٹوٹ جائے خاطر ساقی نہ ٹوٹے میری تو بہ ٹوٹ جائے

راتِ لذت میں حرشِ دل کا کیا ہو دے جدا خار ہیں ناخن ہمارے زخمِ دامن دار کو

ہے متغلاہ اخترِ تیری شبِ ہجرِ ازل سیارہ شناسوں میں گئے جاتے ہیں ہم بھی

جب کیا نالہ یا آ یا صورت خوفِ محشر ہے شکرِ بزاں ہے

خیال اس لبِ حمد ان کو لطف کا ہے ہیں ہنسی سنی ہیں گزرتی ہے رات بس ایسی

لوگ ہنستے ہیں میرے رونے پر طفل اشکوں کو اک تماشا ہے

تابِ نظارہ کہے ہے کہ تری محفل میں لے جا بانہ کوئی آ کے مفت بل بیٹھے

کتے عنق کیا جلا یا ہے تم نے عیسیٰ کو مار ڈالا ہے

کیوں ہوتے ہیں حیرتِ کھنکھرت خوش رویا ہے عویارِ برہمنسا ہے

تن لا رہے ایک تر کا سا اس کے چپس میں بانڈھنے کوئی

جی شہل ہی کے ساتھ گیا صبح کیا آئی موت آئی ہمیں

گو مستعد ہے نیچہ خوں نشان یار یک کیا کریں گے ایسے درں میں لہو نہیں

خور ہے یہ وہم رُبح تاباں ہیں روزِ شمرے شب ہجرال ہیں

اپنی خاکِ ناتواں بھی روزِ رکھتی ہے اثر کھیں ٹوٹی تہ جس کے وہ نظر آتا نہیں

تنگ تر ضعیف جنوں میں ہے پناہِ احوال سیدہ موربی مل جائے تو صحر ہے ہمیں

روئِ گاکا ایک جہان لے سیایے میرے روئے کو مست ہنسی سمجھو

آنے پاوے ہے کہاں غفلتِ درباں ہم تک سنگِ دلیز ہے دیوارِ سکندر ہسم کو

گرا وِج ملک کو نیر بہنچا تو کیا ہم زیرِ زمین آسمان رکھتے ہیں

ہیں سحر اس کے کیسے کیسے خود ہیں خوب رو کم نہیں رہتے سے اسکر کے جاؤ آئینہ

ملے ہے اس سے آتشِ کاشی ہم کو مرتے دم دہانِ زخمِ دل بترنباں ہے آپ پکیاں سے

ہاتِ لذت میں حراشِ دل کا کیا ہوئے جدا خار ہیں ناخن ہمارے زخمِ دامن دار کو

چشم مست اسکی دیکھ کر عاشق کہتے ہیں آج پھر حجابی ہے
 کہ مقرر تخلص منشی عبدالحکیم داماد شیخ غلام علی نقوی سورت محبوب بفضلاء سورت
 می شود و رفوین علم دونسون ہما و معقول دستگاہ دارد و چون و معقول دستگاہ
 می داشت تناسیگر کہ مردان اور مولوی می خواند نام مردم علی البرہم اونی گفتند و غ
 این معنی در گوربا خود سرد و اقسام خیالات دال بر فکر رسا و طبع ذکاوتیںاں میکند کتابے
 در احوال اولیا سحرین تالیف ساختہ من افکارہ
 فلک کیسی گدرتی مسج کی ہوگی کہ نیر جنس میں یارب کوئی غریب نہ ہو
 یہ طفل اشک بہک کے راز دل کہیں گر آن کے سر پہ مری آہ کا ادیب نہ ہو

حضر الام

لطف تخلص منشی لطف اللہ نام صاحب سالار سہداست سالہاست کہ
 بہتورت اقامت ورزیدہ بدمرئی سرداران دولت انگلشیہ عز و قار افزودہ بیست
 ظریف و عاقل و در فن منشی گری کامل ستیا در علم انگریزی دستگاہ بلند دارد و از معزز
 ملازمان نواب میرجعفر علی خاں ہا و راست کفالت خالی از لطف نیست اوراست
 خاند میں عصافیر کے سمرنہ چھپے ہے جب کھینچے ہیں ہم تیر کو آہ سحری کے
 سر سبز بیاں ہے ترے دیدہ ترے یہ لطف تصدیق ہیں تری چشم تری کے
 لطیف تخلص سیمسالدین نام ارسادات عالی ہا و سورت است لوب
 مصطفیٰ خاں شیفہ در تذکرہ خود نوشتہ کہ سید مرزبورا قامت در لکھنؤ ورزیدہ دین
 بیت نامش منت کردہ تقلیداً ارتد کردہ نواب موصوت نوشتہ شد
 گھر میں جا بیٹھ رہا اس سے خفا ہو تو لطیف کیا ہی غصہ تری اس مات پہ آتا ہے مجھے

کیوں نہ وہ مست مجھ سے لے لیوے دل بھی شیتے کی ایک صورت ہے

مگر جوتی ہوئے غیروں سے جلیں رشتا سے ہم کیوں نری گرمی صحبت سے نہ جی کھ جائے

توڑیں گے خوشی سے اسکو زاہد شیتہ ہے کسی کا دل نہیں ہے

رفعت کوئے یار بھی کیا ہے آگیا آسماں زمیں کے تلے

جذبہ خوش جنوں میں نہ تھا ناسرِ عرس آسماں گو کہ نے طوق مری گردن کا

نہ کیوں خاکِ لڑائیں تنکے صحرا سے جنت میں کہ ہم کو آسماں کی اک زمیں نوبنا ہے

کچھ تو ہے رخِ میر سے مرنے کا قتل میں اس کو جو تال ہے

آب بستہ ہے اپنی جہمِ رواں استکِ ترجمہ ہے آتشِ تر ہے

میں ہی حیران دیکھ وہ خطِ تراشیدہ ہیں آئینے کے ہات سے گویا کہ طوطے اڑ گئے

کب سخن کا اینہ ہے آشفۃِ طبعوں کو مذاق میرے مضموں کے سمجھنے کو کبھی سمجھو چاہئے
کریمِ تخلصِ نواب عبدالکریم دلی پچیں جدید و میاں حلاص از ایستانت
یار دیکھو مرا سترابی ہے آنکھ اس کی عجب گلابی ہے

دہان زخمِ دل کس کسِ فردہ سے تیر چو ہے ہے مک میں کبِ فردہ ملتا ہے قاتلِ تیرے پکال کا

نہ دیا اُس نے ایک سا غر بھی دلِ مراحل کے بس کباب ہوا

پڑھوایا ہم سے نامِ اعلیٰ شہر میں افسانہ اپنے عشق کا وہاں بھی بیاں ہوا

بہکا دیا تھا ہم سے سکندر لے اسکو خوب پر عکسِ رخِ پاس کے تھہرتی نظر نہیں

تو جو جانے نہیں دیتا ہے میں اے دہان تجھ سے شکندہ دروازہ خیمہ سمجھے
مُحَرَّرِ قَوتِ تَخْلُصِ مِیرِ فِیاضِ الدینِ عرفِ ثِرا صاحبِ مہینِ بَہرِ مِیرِ نِیابِ الدینِ شایق
ہنگامِ اقامتِ سورتِ اصلاحِ ازوالِ رِحا خُودِ در صورتِ بود و باشِ برودہ از سید
میرِ علی امیرِ اصلاحِ میگردِ تیغِ سخاں را آبِ میدہد و گویا درین فنِ این شایقِ این شایق۔
دلِ پُنجروحِ اس کے اروسے رحمِ یزخمِ او رکھائیں گے ہم

مثلِ گلِ داہمِ بوزِ کھتا جاکے دستِ جنوں کس لئے بھر اس گریباں کو سلانا چاہئے
ہر سحرِ بستر سے اُٹھ مثلِ نیمِ جسمِ دم بوستان کو چہ جانان میں جانا چاہئے
مُخْلِصِ تَخْلُصِ سیدِ غلامِ محی الدینِ ابنِ میرِ فقیرِ اللہ قادریِ دلدارِ اُتقات
معرازلِ سورتِ است از تازہ جلالِ آں مدہ است و با سید و میاںِ خلاصِ مشورہ
سجنِ می کس اور است

ردِ دمی رنگ لے سنگِ سحر کو طلا کیسا اکسیر کا ہے حاصر اپنے غبار کا

حرف المیم

ماثل تخلص نقاوة خاندان رفعت و استلازبده و دوام عزت و علا جامع
 خصایل رفیعہ سمیع اخلاق حمیدہ ذوالنسب لرفع و اسحب لبلیح الموائف بتوفیق
 ملک الاحد المویہ بتبایات ملک لصدر صاسل لمفاخر و المناقب سید حمید صاحب
 کہین برادر سید جھوٹے صاحب المتخلص آحمد اگرچہ طوطی خامہ دردستان سمری اوصاف
 حمیدہ و اخلاق یسندیدہ بے صداست و کلک رنگیں سلک در توصیف خوبی ہائے
 ذاتی و صفاتی بحکمت و عجزی یا در خاندانیت قلم را بدین تقریب بازداشتن و صفحہ
 اوراق را ایں نگارش سادہ گزاشتن سادہ لوحی دانست نظر ہراں باظہار مجملہ از
 احوال محسنہ مال منت بردیدہ و گوش سامع حق نبوت می ہند صاحب موصوف ار
 سادات عالی درجات است خاندان عالی نشان ایشان نہ بحدس متہر است کہ داعی
 سخن بریں پردازد و قول لغت نو نادرین خمستہ پدہ بکھروج است ذاتن سرایت متاع آفرین
 دل مخزن گنجینہ دانش بدل و سخا و غلغلہ در گور حاتم اداختہ و سکوہ ہمیش نام عالی ہمتا زبست
 ساختہ سینکے کینہ مصوب سعادت بر نور پیراستہ و بتوفیق ہدایت آراستہ صانعان قضا
 قدر حسن ملیح را بایں خوبی پیراچہ جسم ساختہ کہ مانی ادبیتہ را بہتر ازین نقشہ بر صفحہ روزگار
 سستہ حاوی آداب عظیم و جامع اخلاق فخمہ بار اتم اتحاد دلی و نو و قلبے مسلوک در فارسی
 کامیاب یا بے بند و گجراتی صاحب سنگاہ ارجمند چوں مزاج شریفش مائل اشعار و اغب
 مذاق ایں فن است گاہے لب ملیح بیاں را بشغل مضامین تیریں جلالت گیس می فرماید

علہ میثل بعد اتمام ایں کتاب در دو سند است و بہت سال تملک ارعاض بہت بصیرت و دواعی حق مردم مدید ہو
 ریکہ گو یا بقا متعارف ریاست و درعائے بیماری در یک و رقررت ہر و ممد الہیہ عالم حق سدا

علاجِ دل کو آئے تھے مسیحائے سخت ہوئے یہاں کیا ہو گیا وہ معجزہ حضرت سلامت کا
مشتاق تخلص نامش محمد حسین بے سریش داؤد واکٹر مضامین سخی شال
 طبعش بہل و ہجو گویا مالِ ازوست

نام اس غیرت بقیں کا آیا ہسم کو اس پر پردے سلیمان بنایا ہسم کو
مشتاق تخلص قمر سحر خوری و شمعہ مخم ہنر پوری سرمدِ دقیقہ کیشاں
 مارکیا بی شیعہ نجم الدین عرف میاں بابا ازستا ہیر شاخ زادگانِ این بفقہ متبرکہ وازا ولاد
 امام العادلین عمر اس اس خطاب ابو الدیمعز زالیہ در وقت قیام عدالت بقلعہ کھچہ خدمت
 مولوی گری تفویض بودہ بغرض کہ عالی نژاد اندکیم تولدش ار شرفِ عدم کثور و وجود
 دریں بلکہ طلوع یافتہ تحصیل کتب در سورت کردہ و نحو حدیث کحدت حضرت
 والد ماجد داعی احمد بودہ یون کا شان ازل ذکاوت ذہن را بنامش لگا شستہ در
 ہر فنون دستگاہ شایستہ و مہارت یافتہ سندیہ میدارد و قوتِ حلِ نظمیں بسیار و
 در شرنوبی بار و زمرہ سر و کار تا از مدو سن طبعش اردیگر فنون زیادہ ترالون
 سخن بود در ہر روز آدینہ مکان خود محفلِ مشاعرہ آراستہ و مصروف بدین شغل سے
 ہر مصرع از پیشکر سیریں ترلے نے بل غیرت افزائے قند کر خیالش شاہد سیت ار
 نظر غیر محرم ز بر نقاب و افکار پر و شین بیالش روشن تر از آفتاب ذاتش در فضل و کمال
 یکتا ست تعدا و فضیلتش نامہ معرود ناگزیر مشتاقان سخن را بہتو بیضائیش شریازد
 و یکھ کر جیں بر جیں اس نوبخِ غصہ پاک کو کھل گیا جو کچھ لوستہ تھا مری تقدیر کا

حسرتِ گل گئی دیمِ تسل اپنا سر اس کے اوں پر دیکھا

ناز و انداز کا علم ہوں میں ایک بندہ ہے اور دو صاحب

رویہ جو خیال لب دندان میں بٹھائے سوکھت جگر شکوں کے شامل نظر آیا

بنائیاں آستیں سے ساق سپیل سنی کی ہے گماں ایک خلعت کو فانوس میں چمٹے روشن کا
محبتِ تخلصِ لواب محمد ابراہیم خاں مبارزالد ولد نصرت جنگ خلف لواب
عبدالکریم یا قوت خاں والی بچپن میں مصنفاتِ سورت انا مرے نامی ایں لوح است
باہلِ سخن محبِ صمیم و کریم ابنِ کریم ہنگامِ اقامتِ سورت ہموارہ رنگِ شاعرہ بکائناتِ فیض
بنیادِ خودی ریخت و مشابہتِ سورتِ راکلیفِ طرحِ عملِ نمودند صادرینِ دایہ
را با حسنِ خدمت و احلاق بہ صلیہ و حائزہ شائستہ پیش میاید صاحبِ دیوانِ فارسی و اردو
منویات اندھنہا من کلامہ

یار با سلسلہ زلف دراز آتا ہے مژدہ اسے دل کہ وود پوانہ لواز آتا ہے
مسحِ تخلص میر ذوالفقار رام از ساداتِ بخاری ساکنِ تربلی مزاجِ سلیم
طبعِ حلیم دارد اکثر در مساحت و سیاحتِ خطِ زندگی در یافتہ بسیار کن و بلا و سرِ زندگی
عمر بسر میکنہ انقضائے چند سال است کہ در احمد آباد بانقدا و مواخاتِ چند صاحبانِ سخن
مقرر خود ساحتِ اشعارش قلم خوردہ میر کمال الدین حسین خاں کامل است بن افکارہ
یکجہ سیرِ چرخِ یارم کی ہے یہاں تک مسیح دم اپنا

در پردہ بٹھایہ تیر نظر اس کو ورنہ جب معنوق بس میں ہو تو رقیبوں کا کیا چلے
مرد ہونِ تخلص مرزا عبداللہ نام دہلوی اہل ملازمِ راحتہ برودہ بجاہ سال است
کہ انتقال از دارِ دنیا کردہ از ابیاتش بنظر میآید کہ سرشتِ درستی دین فن داشتہ باشد
دیگر حالتِ سماعتِ نرسیدہ احوال ارار قائم شعرِ قمریوں معین رام ہون منت کردہ می شود
برہنہ یا جنوں بے چل ہاں دشتِ بنیلاں میں جہاں ہزار کو دعویٰ ہو ستر کی نیابت کا

خجگو ہمیں صسم جو مری چاہ ان دلوں پروا نہیں مجھے تری دانشدان دنوں
اس تند حوکی یاد میں مشتاق کیا کہوں آندھی سے کم نہیں ہے مری آہن لوں

آپ میں ایک دم نہیں رہتا آپ جب محکو یاد آتے ہیں
مرغ دلن کے کیونٹ دم ہیں اڑتی چڑیا کو یہ بھنسا تے ہیں

مراقبہ میں مشتاق اتنا رات میں رویا سحر روتے تھے ہمایہ سب اپنے بام اور کو

بھول دریا میں یکھتا ہے کیا سخت دل در یہ چشم ترکو دیکھ
خوں روتا ہوں اونچہ جی نہیں اے میاں ایسے با جبر کو دیکھ
جلوہ یار ہر طرف کو ہے بے خبر جا ہے جدھر کو دیکھ

اس چہرے پہ ہے زلف رسا اور طرح کی باغ اور طرح کا ہے گھٹا اور طرح کی
یادِ غم سچاں سے یہ دل کیونکہ نہ مجھے گل اور طرح کا ہے ہوا اور طرح کی

حسرت عشق لے کیا کہئے ہر اردن بندے قیس و فریاد سے کر ڈلے ہیں آزاد کئی
گلرخوں سے کہو کس طرح بچے جاں اپنی ایک بلبل کے جو سمجھے بڑیں صیا د کئی
کب فریبوں میں ترے آئینگاہے شقائق کہ فریب اس بت عیار کو ہیں یاد کسی

دب کے مچاؤں میں اب یہ تن زلکا حال گرد مشتاق اڑے باؤں سے گراس بجے

روئے اتنا فراق میں تیرے بیٹھے آنکھوں کو اپنی کھو صاحب
حائیکگی کھل حقیقت سمجھ تم ذرا باغ میں ہنسو صاحب

یہ گلیوں سے تیری یہ رویا کا لفظ آتا نہیں ہے یار سفید سیاہ و مسخ

مات کرتا نہیں مجھ سے کوئی ہرگز ایسا اس نے مانا تھا ہے عرضِ محفلِ احباب میں

کٹ وہ خاطر میں ہیں لائے بھلا آٹھ پہر آئینہ رہتا ہو جس آئینہ رخسار کے پاس

رازِ دل میرا یہ اظہار کرے ہے ہر بار یا الہی لگے اس دیدہ ترکو آتش

ہوئے نہ دے ہے چل جو اس گلزار سے ہے جی میں پیدا کیجئے جرحِ کہن سے ربط
گل کھانے جو بدن پہ ہوں منظور آپ کو متناق تو تو کیجئے اُس گلبدن سے ربط

شکر کرنے لگے ہزاروں مرے حال سے ہو کے سب غمِ واقف

اس کے مرگاں کے تصویریں کہوں کیا شاق دل میں کھٹکے ہے مرے خارِ نیا ایک

عشق میں اُس کے سینے ہیں سطحِ مشتاق ہم جوں بھنسا ہو صید کوئی جنگلِ شہباز میں

اشِ برآ کے وہ میری اس طرح کہنے لگا کیا ہوا مشتاق کو جو ہوش میں آتا نہیں

صاحبِ طبعِ ذکا و ہم رسا است ذہنِ پاکیزہ و فکرِ ستستہ می دارد چوں فراخش را
 شعر گوئی بیش از پیش است بارے متعلّق سخن خود را می کند و اکثر باشتغال سخن
 می برد و از دوا و از جودیت طبع در اکثر اوصاف سخن فکر شائستہ می نماید و غرض کہ کلامش
 خالی از لطافت نیست و قابلِ توصیف و ذہنش ما یفقد رد کا و طبعش باین مرتبہ رسا
 کہ خیالاتِ رنگین از قلمِ مشکینست بے دریغ از تراوش میکند ہم این معنی پیش نظر گیر
 در سیاقِ کلامِ لاجرم مضامینِ دلکش اورا متسویہ آورده می شود
 اگر ہم سجدہ کہ اینی کریں محرابِ مسجد کو تو پھر ہے یار کے وہا بروے خمار کین باعث

میں جاں لب ہوں ہجریں اور تو کدہ ستر آج اے مرگ میرِ حال سے کیوں بیخبر ہے آج

جو قبر میں مری منکر نکیر آئے تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ لائے ہو یا رک کا کاخذ

بعد مردن کے صبا اب بھی تو لینے دے چیں اس کے کوچے سے مری خاک کے برآمد نہ کر
 ظلم یہ دیکھئے رات بچکیاں آئیں اُس کو تو خفا ہو کے وہ کہتا ہے مجھے یاد نہ کر

مستحیل آب یہاں آگ سے ہوتے دیکھا آسکے کون پھر اس دیدہ و خنبار کے پاس

تم جو کہتے ہو ہیں لگتی ہے پانی میں آگ پھر بھلا کیونکہ لگے دیدہ و ترک و آتش

نہ کوئی لوگو جو اس بت سے ہے مبرا خلاص ابھی ہوا ہے یہ کر کے خدا خدا خلاص

کر ڈالے ولیکن نہ خواب آیا محسوس
جوں شیشہ گرے ہاتھ سے یوں سن گئے ہیں
دروازہ دلدار کی زنجیر کے ٹکڑے
نظروں سے گر اگر دل دلیہ کے ٹکڑے

ہے بہت مرگ زبیرت میں جھگڑا
آپ آکے اسے مٹا دیجے

مغفل ہیں یہیں آپ نخل کرتے ہو ہر بار
کیا کیجے ملک دُور ہے اور سخت زہیں ہے
ہے بستر گل قار سے بدتر ہیں مشتاق
جس رور سے دہ عیرت گل باں نہیں ہے

جاہتِ مت ہم سے کہو ربط لیکن کبری
عیر سے ہو رابطہ یہ اپنے دل بشارت ہے
مثل غنقاہم نشینو اس پری رو کی کمر
گر جہ ہے معدوم لیکن شہرہ آفاق ہے
ملا فیض الدین مخاطب بعدۃ التجار ازاہل ثروت و نام آورانِ سورت بود معلوم
شکیبہ تخلص میکرو نظام اسلمک منظر شغقت اورامی دید چوں بھر رود جاہ دولے کہ دشت
فریفتہ شدہ مامتمدی صورت مخالفت در زید ناول علی ہذا الملائعہ صوف اساس بنائے
عماریت عالی ہناد نظام اسلمک زراہ قہر و حتاب کنایتاً معرزالیہ این فردوست شہر
رہ توئے گل کیا بیل نہ توئے ماعمال بنا
چمن میں کس بھر دے بانڈتی ہے کئیال بنا
ملا بعدرت و عذر خواہی آمدہ در جواب توشت شہر
بیل لے کس کی گنجائش چمن میں کیونکہ ہو
ایک تو صیاد تھا اور باغبان شمن ہوا
ایں شعر بنامش مشہور است نوشہ شد۔

صنم باغ میں شک لبی کھولو
اگر ہم سے نہیں بھلوں سے لولو
مفتوک تخلص امیر صاحب نام پسر محمد صاحب سید صبح انسب از خاندان
عالی ہناد ایں بلدہ شریفہ تولد و نشوونما ایں شہر است و در نوشت و خوانداری کام واد

بیراستہ و باوصافِ خوش کلامی درنگیں مراجی آراستہ و ازراقم ہم اتفاقِ ملاقات
دست دادہ و از شاگرداں رشید میاں سچو صاحبِ است از نتائجِ طبعِ اوست
سطروں میں بھر رہی ہے حوakے قیاس کی نگل پردہ ہے اپنی حتم کا دامنِ سحاب کا

انگشتِ ناکوں نے میوہ کو اُس نے دعویٰ مرے جو ریت کے ماخن سے کیا تھا

افراطِ شوقِ وصل نے کارِ عدو کیسا
ہنستا عدو سے دیکھ اسے جوں شمع روئے ہم
آیا جو خواب میں وہ تو مجھ کو جگا دیا
لے رشک بکھو آگ لگے جی جلا دیا
کھاتا ہے حیفِ حال پر اب میرے بار بار
شورِ یدِ گئی نے میری یہ اُس کو مزا دیا
ہے ضعفِ گوہِ روز کے وہمِ نسیم نے
اس گل کا مہرے ہات سے دامن چھڑا دیا

ہر تو ہے جو ہر آنکھ میں خضر رہ دیں کا
صدقہ نہ دھورِ پنجہ میں اسے کا اِلاح
جادہ ہے مرا تا رہِ نظرِ حنبلد بریں کا
ہے شورِ جہاں میں ترے جس نمکیں کا
چاندی کے ورق بن گئے منظویہِ دولاب
بوسہ جولیارات کو اس ماہ جس کا

دریا سے اشکِ شب کو چڑھاتھا جواں چہر
گردابِ ماہ تھا تو ہر آخر حجاب تھا

جذبہٴ عشقِ رلیخا نے بڑھائے دستِ پا
پیرہنِ آخر ترا اے ماہ کنگناں بھٹ گیا

مدد اے ضعف ہے جو یا ملکِ ملوت مرا
مژدہ لے زیت کہ ہوں سکی نظر سے غائب

بعد مردوں کے یہ سوزش دیکھنا استخواں میری ہماکھاتا نہیں
 مت خفا ہو تو مرے آنے سے یار دل لئے آتا ہے میں آتا نہیں
 ہم ہیں دو صید زبوں صیاد بھی دام میں نیسے ہیں لانا نہیں
 عشق میں حلوں کے اے مفتوں تھے کون کہتا ہے کہ تو بچتا نہیں

مست مرا حالِ نا توانی بوجھ اسی یری اپنی تو کمر کو دیکھ

بھرے ہرگز نہ وصلِ یارِ دل اگر ہو خضر کی سی زندگانی

منیر کعبہ جو ہوئے تو کافر ہوں یار کے در یہ جبہ سائی ہے
 منیر تخلص محمد نام مرد کہن ساست از چند ایام نہ نیابتِ تصنیف کھنایت از
 سرکارِ نواب صاحب سرفرازِ اصلاش از احمد آبا و اوارش گردانِ حضرت سید احمد صاحب
 مرحوم بامرزاکا فخر بخش حلف مرزا سلیمان شکوہ تاج دہلی گامِ سخن شدہ بود در فارسی نیز
 فکر میکند اوراست

نظر مہرِ ہجو سیر تری اے رشکِ قمر کب سے چاہ ہو پھر یوسف کنعانی کی
 بیوفانی کا تری شیر تھا اک عالم میں سپہ دل ہم لئے دیا اور یہ نادانی کی
 طاقِ ابرو میں صنم کے کیا سجدہ جب سے کافرِ عشق ہوئے ترکِ مسلمانی کی
 منظور تخلص نامش شیخ عبداللہ عرب نژاد است توطن و تولد در سورت ارد
 صاحبِ طبع و کاد فکر سا است ثنوی جگر سوز کہ جگر سوزی را بکار بردہ و دادِ قابلیت دادہ
 از تصنیف اوست با بحد درین فن سلیقہ شائستہ و قدرتِ بسندیدہ و ادستِ منظورِ خطِ اہل
 انصاف و کلاش اراعتاف و عوجاج صاف ستاعت لیست بہ تہذیبِ اخلاق و مروت

نہ دے ہے لاسہ وہ بیتِ رنہ نہ دے ہے جواب
سچی سے شوم بھلا جس سے کچھ جواب ملے

دستِ ترس تیرے پاؤں مکہ ہے اُسے
خوب منہدی یہ رنگ لائی ہے
شب کہاں جاؤ گے اندھیرے میں
مستی ہونٹوں یہ کیوں جانی ہے
پاؤں آنکھوں سے اُس کے سہلانا
خوب خدمت یہ ہات آئی ہے

تیرا دونا ہنسی ہے اُس گل کی
دیکھی منظور آبِ رو تیری

شبِ غمِ یو دی ہے موت گھر گور
ہنیں مرغِ سحر کمِ نوہ گرتے

مبارک داد دی بادِ صبا نے
ہمیں مارا جو اس نے مازن سے

عبث دکھاتے ہو آنکھیں لبوں کو جو سونگا
پیونگا آبِ بقا میں شرب کے بدلے
لکھا لہو سے حو قائل نے خط میں جان گیا
پیامبرِ مجھے لے چل جواب کے بدلے
یقین ہے اسے وہ ہو جائیگا خفا منظور
عدو سے ربط رکھوں اتنا بکے بدلے

کب سنا اُس نے میرا فسانہ
تجکوم چشمِ خواب آیا ہے

فترون

ناؤالِ تخلص شیخِ عبادتِ حسین نامِ موطنش راتم پورا است درایامِ طہولیت
دریں دریا آمدہ متعلق در سوارانِ راجہ دھرم پور شدہ واقعاتِ چند سببِ ترکِ ملازمت

ماع سے حد لیب ہے باغی دیکھ اس گلزار کی صورت

جوں سرمہ ہو گئے رہ اُلفت میں خاکِ کسپر بھی ہم سائے نہیں چشمِ یار میں

لڑکپن میں بھی سودا غن کا منظور تھا لیب کہ حرفِ لام کو میں زلفت سمجھا تھا دہشالیا

گر تھی حسن ہے حانور رہوں کیونکہ خوش باد زن لب تو نہیں ہے کہ ہلا بھی نہ سکوں

انتظار ایسا ہے حاناں کا کہ نرگس کی طرح بند ہوئے کبھی مسطور نہ پانی آنکھیں

کہا کسی سے نہ طور یا جو زلفِ درار ہر نگ شانہ زباں گو ہزار رکھتے ہیں
نہ حالان آئینہ رویوں کی سادگی یہ کہ یہ وہ با صفا ہیں کہ نہاں عبا رکھتے ہیں

صعف ہے یک قلمِ جدائی میں سر ہے جوں حاتمہ خمِ جدائی میں

سوزِ ہجر چشمِ جاناں کو نہیں گریہ سے نقص آپ دیکھو آتشِ مے کچھ بجھا سکتے نہیں

رشتہ ہے اس پری کی جو زلفِ سار کے ساتھ جوں دو دُشمنِ کستہ ہیں نامے ہوا کے ساتھ
کرتی ہے قتلِ سادگی تیری سب اُتخ پر وار مرغِ حیاں کو ہے رنگِ حنا کے ساتھ
دیکھو ہوائے شوقِ اجابت میں مثلِ خاک پیچھے ہم آسمانِ تمکاپنی دھاک کے ساتھ
ناطقتی ہے روئے مجھے دم نہ دیکھئے اڑتا پھروں ہوں جنبشِ لب کی ہوا کے ساتھ

مجھے ہے دورِ قمر سے یہ ہو گیا تا بہت فلک لے چہرے پہنیکت، تیرے مارا چاند

ان کا دشوار تھا آنا یہ وہ آئے ہیں تو اب محکوم و متوار ہوا آپ میں آنا شبِ وصل
آئینہ جھوٹا خدا کے لیے اس بت کو ررا کوئی دم ہو کبھی آنکھیں ہیں لٹا نا شبِ وصل
محو آرائش اُسے سمجھے نجف ہم نا فہم پیچ تھا یا رکی زلفوں کا بنانا شبِ وصل

اُس ہلالِ ابرو کے ہے جلوے سے گھر گھر چاندنی ہو گئی اب سب کی نظروں میں محضرِ چاندنی
کیا بھی کو خاک میں ملے کی ہے وہاں آرد خاکسار کرتی ہے اُس کو بے میں بسترِ چاندنی
وہ ہوا شبِ جلوہ والے بختِ حوامِ یار تھا مگر غرہ و لیکن کلی تسپرِ چاندنی
نصیری تخلصِ نوابِ امین الدین حسین خان مرحوم ازامہائے نابی سرکاری
ہمارا جہ برودہ بنا برِ عایتِ تہمید ذکرِ مجاہدینِ احتیاجِ تسطیرِ زار در دہ سنہ ثلاث و
خسین و ماتین بعد الف ماہِ عمر تن منخف گردید و ہم تاریخِ انتقالِ غروبِ میافانہ
شدا این شعر بنامش گوشت رو یادگار نہ ثبت امتداد
واسے یہ گردنِ طالع کہ تباہِ محفل میں پہنچی بوبت جو ہماری تو سبو ٹوٹ گیا

حشت الوائو

وحشت تخلص میر نظام الدین از شاہ میر سادات و وظیفہ دارانِ قصبہ
اکلیس من معلقاتِ سرکاری بھروح بودہ در آغا جوائی سفرِ عروب و غیرہ ملک کردہ بیت
چند در نجف اشرف و کربلائے معلی و دیگر مزاراتِ شریفہ بسر بردہ چند سالست کہ
این عالم فانی را وداع کردہ صاحبِ یو انست دیوانش مطالعہ رسید اگرچہ از رسائی
فکر و اضافتِ سخن عبور نمودہ اما لفظِ راسخ و بیج صنف را کفایت مہند اکثر مضامین

راجہ مزبور شدہ اکنوں در تودہ رفتہ بسیارے وقت شریک مشاعرہ تارہ شقان
سورت می شدند ز قلم حروف شناسائی دارد و غرض نادان مرد و اناست از دست
بجز آہ و نغان کوئی نہ ایجنس ہمارے تزلزلے آہ اس دم فقط ہم کو سہا رہے
تا ورتخلص میرا مان اللہ بام از شعرائے قدیم سورت ہم عصر سید عبدالولی عزت
و عبداللہ شاہ تجرد بودہ در فن انشا ہمارت کلی دانست عمر طویل یا مدتہ و کلام و حکیم
نادر کا معدوم کیا یاد و راست

جب وہ سارا از سے دہن کو ٹھکرا چلے دل بھی اسکے آگے آگے ٹھوکریں کھاتا چلے
نچھت تخلص نیش خان آقا بن مرا محمد جان صہلش از سورت صاحب
خلق و اخلاق است عند الملاقات بوضوح یو سرت کہ خالی از تعریف نیست خاندان
فادیسٹان است گاہے بفکر پختہ می پردار و لڑ طعرا د اوست
دل ہی داعوں سے چمن ہو تو گستاں کس کا حار ہے ہرین موتن پہ سیاہاں کس کا
نچھت تخلص محمد شفیع نام عروت مرزا نچھت خلف مرزا نواب از ہی اعامہ کا
محمدین پادشاہی، دیوان بزرگانش از طرف مادشاہان دہلی بخدمت ہونی زین البباد
احمدآد سرفراز بودند و تاریخ مرآۃ احمدی تصنیف کیے از اجداد اوست یو کدش
ندر کھنایت و از تارہ شقان انجاست بوشہ در طبعش معلوم می شود و اشعار نو ادعا
بر میاں تہجو صاحب می کند و راست

باغ داغوں سے ہے بدن اپنا آگ سے سبز ہے بدن اپنا
فیض و صف شہ نچھت سے نچھت بس ہے دُر بچھت سخن اپنا

شمع اُس کو دیکھتے ہی خود بخود جلنے لگی اُس کے حسن گرم میں طرفہ اثر پیدا ہوا

ہو تہمند مخفی و محبت کا مد کہ محققان اس فن را در حالِ ادا اختلاف است کہ آیا دلی از
گجرات است و یا از دکن تہن انا برقم آئم از زبانی ثقافت مدہ احمد آباد بہ ثبوت جناب
پیوستہ کہ شاعر مزبور از مدہ مسطور بودہ و سالہا بدکن تہن ہم گد را نیر و از سالہ نور کمرت
کہ تصنیف دوست استفاد می شود کہ از شاگردان شاہ گلشن و مرید جناب معارف گاہ
مخدوم العالم مولانا محمد نور الدین صدیقی السہروردی است و خطا کرد میر تقی میر کہ در
تذکرہ خود اذرا از اورنگ آباد نوشت شاید بریں شعر ادا دکن خیال کرد و فرود۔

دلی ایران و توران میں ہے مشہور اگرچہ شاعر ملکِ دکن ہے
اما گزیدہ کہ ولایتِ گجرات بہ نسبتِ دہلی و اکبر آباد دستِ حوب کہ ہندیان دکن گویند
واقع است و او اہل عہدِ فردوسِ آرا مگاہ محمد شاہ در احمد آباد جاں بجان آفریں سپرد
غرض کہ اس خط از فیض بہارِ کلامِ رگینست سرتہ انصاف از دست
نباید داد و قطع نظر از محاورہ ایشان نظر بر ملو و رتبہ مصایینست باید داشت نقل است
کہ روز سہ در محفل سخن طرازان مکتہ پر داز و مکتہ بر دازان بذل طرازان ابلاغِ رجن توصیف
محمد ولی در گردش بود شخصی از کیفیتِ اس بادہ نا آشنایانِ طعن بر محاورہ دلی
گودسان کج آہنگی را ساز کردہ یکے ازاں مجمع بدیہتہ اس مصرع خواند
دلی پر جو سخن رکھے آئے شیطان کہنے ہیں

طاعن منفعِل و حضراتِ خوش دل شدند اگرچہ نوابِ مصطفیٰ خاں شیعہ و اعظم الدولہ
مستور ذکر دلی را در تذکرہ خود ہا یا ذکر کردہ مگر دلی از استادانِ مسلم و شاعرِ مدیم
این بلا داشت دفعۃً از کو ایفیش سرمہ بنائے خامہ تخن خاک و چشمِ انصاف بخش
است لہذا اس چند اشعارِ محمد ولی کہ مطابق روزمرہِ حدیدِ گجرات است اردو بہن
انتخاب کردہ سند

نجاؤں صحنِ گلشن میں کہ خوش آتا نہیں مجھ کو نغیر از ماہر و گر تماشا ماہتابی کا

دیگران یافتہ شد اشعار نیکو خواندے دستِ تمامِ ایں دو شعر از دیوانش برگزیدہ
دریں اوراق التقاط گردید۔

کرد یا بیماری الفت نے جی بہانہ کمال
در دِل اظہار و در پیشِ طبیبان ہو گیا

تیری باتوں کا ہے یلِ شتاق جی میں آوے سوتوں سنیا کر

صبح سے شام تک شوخ کے دسکے آگے سیکڑوں بٹھو کریں کھائیں نہ سرکے آگے
و حیدر تخلص نایست تیج و حید الدین حلفِ شیخ رحیم الدین از اُستادانِ نام آور
احمد آباد و دہلی و تھیں تخلص خود در تدیسِ فارسی و حیدر وقتِ خوین بودند و ماں شہر کم کسے
باشد کہ نسبتِ متاگردی از اں معذور انداشتہ باشد و مدتِ مدید صرفِ ماستحاج از سرکار
حضرت قاضی محمد صالح قدس سرہ میر سید عصبہ بیخ شش سالست کہ جہان گزراں
را دواعِ فرمودہ صاحبِ صاحبِ و صاف و اخلاق بود و نایفیر ہم و وقتِ اقامت بہ احمد آباد
بخدمتِ شریفِ تحصیل فن فارسی میکرد اگرچہ فقیر و تنگ کام اکنتابِ علم فارسی ذکر اذکار
حسن فرمودن آں مرحوم تشیدہ المتہ کہ در فارسی کلامی می گفتند اما بعضی احباب
ایاتِ طبع زاد ایشان بطریقِ ارمغان فرستادند و دریں ایک بیت اکنتا کردہ
یادگار لہ ثبت افتاد و آں این است

یہ ہم پر گردش گردوں سے جو ہوا سو ہوا تو اسینے دل میں نہ آزر دہ ہو ہوا سو ہوا
ولی تخلص محمد ولی نام مولدش احمد آباد و مدفنست سم بہاں بلدہ نجمہ
بنیاد و فنشش بابین مراد موسی سہاگ و شاہی بلخ اول کسے کہ آئینہ سخن بہندی
را بصیقل گرتی نظم جلاختید و ریختہ را بگرتی بلاغت نشانید بہاں است دریں باب
سرگردہ و مقدمہ انیشش جمیع شاعرانِ تہذو گجرات است پر صما تراخیم نظائر باطن

مجھے کے سر کو دیکھ گریباں میں غنایب نوے حصوِ خلق ہے یہ افعالِ محض

عالم کی دوستی سے ہے نفرتِ فی کو بس ہر آشنا کے دم سے گریزاں ہے جوئےِ اغ

لطیفِ منت ہے پرزبِ سخنِ محلس ہے سدا گلاب میں ہر گرہیں ہے بکِ لطیف

لہ لہ رہ جلوہ گر ہے حال حوص کو تر پہ جوں کھڑا ہوا بال

معنوق کو ضرر نہیں عاشق کی راہ سے بجھتا ہیں ہے بادِ صبا سے چراغِ گل

مسم کے محل پر وقتِ تکلم رگِ یا قوت ہے موتِ نیم

راہِ مصمون ناز بند نہیں تاقیامت کھلا ہے مابِ سخن
شعرِ مہوں کی دیکھ کر گرمی دل ہوا ہے مرا کما بے سخن

گر یہ عشاق سے حنداں ہے باغِ حرمِ حُسن مغرِ بردان سے روشن ہے چراغِ ہر حُسن

خونی اعجازِ حسِ یار اگر انتا کروں سے شکستِ صفحہ کا مدیدِ سفیا کروں
رات کو آؤں اگر تیری گلی میں ہے حبیب دیوِ رب ذکرِ سیجان الذی ہری کروں

دوائے دلبرِ رگیں ادا ہوں شہیدِ شاہِ گنگاؤں تباہوں

بیرہ کو اٹھانا میں سجا ہے لے عاشق عجب کچھ لطف لکھتا ہے زمانہ بھجوانی کا

بواہوس رکھتے ہیں ایم فکر رنگِ استغیاں ہے ہوس کے سدا بن ل میں تدسیرِ طلا

کان کو فی ہے اس کمر کا بیج جگ نے اس کو سرِ کلام کیا
باعثِ نشہ دو مال ہے سخن صورت کے ساتھ چن ادا
ماہِ نو آن بھوں پکر کے نظر سوئے معرب چلا ہے رو بقفا

سخن صاحبِ سخن کا شکے لے کے ہوں مت خواہر جب ہوئے حال تو پھر معدن کی طلب

جو موادِ غِش میں اس کے تختہ لالہ سے کرو تا بوت
اے ولیِ بسرِ خطِ دلسر خوش مائی میں ہے خطِ پاوت

کیا ہے دفعِ مرے دردِ سر کو روکنے ہوا ہے حق میں مرے خونِ دیدہ منہ لکھ

سخن شناس کی مجلس میں کم نہیں زبیرید کسی کے مطاربے لگیں کو حو کرے ہشید

محکو پہنچی اس شکر لب کی خبر حق شکر جو رے کو دیتا ہے شکر
راست کیشوں سے لے کمالِ برد کج ادائی نہ کر خدا سے ڈر

ہوں گر چہ خاکِ راہ ولے ارہِ ادب دامن کو تیرے ہاتھ لگا یا نہیں ہنوز

اولاً بجانِ آخِ لالہ رنگ ظاہرِ برگِ حاشم شیر ہے
کعبۂ فتح و طغر میں سے دلی شکلِ محرابِ دعا ٹم شیر ہے

غم ہیں محسوس کو ہر گرے دلی خانہ زنجیر اگر آتا دہے

آج ہر گل دور کی فانوس ہے کوہِ صحرا صورتِ طاؤس ہے
اے صنم تیرے ذہن کے شوق میں ہر کلی میں نغمہ و ناقوس ہے

سرد کی، راستگی پر کر نظر تو اے دلی باوجودِ خودِ نمائی کس قدر آزاد ہے

چہرہ گل رنگ در لبتِ معجّنِ نغمی میں بس آیتِ حیاتِ تجریٰ تختہ الاہار ہے

کیا تری زلف کیا تری ابرو ہر طن سے مجھے کشاکش ہے

کیا کروں تفسیرِ غم ہر قطرہ اشک راز کے قرآن کا کشاف ہے

دو در آتش بنا ہے سرِ چرخِ چشم دارِ دل دیدہ سمندر ہے

سادہ رو ہیں ہمیتِ ماعت آبِ دایم محیطِ گوہر ہے
اے دلی کیا ہے حاجتِ قاصد

مامہ میرا بر کسو تر ہے

کیا ہے ترکِ نگرں کا تماشا طلبگارِ نگاہِ ماحیسا ہوں

کرے غم سے صد برگِ صد پارہٴ دل رکھا اس دہن کی صفت میں وہی
دکھائوں اگر چہرہٴ زرد کو ہر ایک فرد میں جو ہر فرد کو

جو ہو آزارِ عشق سے آگاہ وہ رمانہ کا فخرِ رازی ہے

اے دلِ شبابِ چل کر تماشہ کی بات ہے بیٹھا ہے آفتابِ نکل آفتاب میں

جا کے بھیجی ہے حدِ ظلمت کو بس کہ اُس زُلف میں درازی ہے
تجربے سے مجھے ہوا ظاہر نازِ مفہومِ بے نیازی ہے

نہ وہ بالانہ وہ بلے بلا ہے بلائے عاشقاں نازِ دادا ہے

گر تجھ کو ہے عزمِ سیرِ گلشن دروازہٴ آئینہ کھلا ہے
اک دل نہیں آرزو سے خالی برجِ جاہِ محال اگر چلا ہے

دیکھ اس کی کلاہِ بارانی چاند پر آج ابر آ یا ہے

نخستِ دلِ یں خط لکھا ہے یار کو داغِ دلِ مہرِ سرِ مکتوب ہے

تا تیر ہوا این عجمی تمنا ریان و نازہ لطا رنگیاں ، ستوار سپند داسند کہ ایچ دو ستیزگانِ معنی
 اد کہ اربہا بخانہ فطاست برار ایک فصاحت جلوہ گریشتاق در مند ہمہ کہ این چہ شادست
 رعنا کہ ازیر تو انوار جہالت دیدہ زرف نگاہاں در است ارجمند مسور بیت
 زیریں مسارک نامہ کز دے زیریت عالم بود دوستاں را شادمانی و تمنائ را عم بود
 خریطہ مملو از خواہر فصاحت دیوا قیست ملاغت در بطر گوہر تاسان مار یک میں گذرایم
 و مقالات مع حالاتِ حر دکیشاں طبع و قادیانِ نظم کہ دریں دیارِ خلد آتا روشنہ شدہ صفتاً
 شمسی و قمری عالم یادگار گدا اتمم قروا۔

یار بکن این صحیفہ ام را مقبولِ طبائعِ سخن دال
 حکماء اللہ تعالیٰ اولاً و آخر اعلیٰ ما اوفق من تسوید ہذہ الصحیفۃ و احببنا ام الاوراق نصلی و
 سلم علی رسولہ صاحب المعراج و العراق و علی آلہ و صحابہ المکارم و الاخلاق و جمیع المسلمین
 لیس من البدعۃ و الساق

قطعہ تاریخِ مولفہ

چونکہ فائقِ تمام این مخزن ہست مملو ز لولوے لالا
 مہم غیب گفت تا ز بخش خوش کتاب است محزنِ شعر

قطعہ تاریخ از طبع زاد فصیح زماں سچو جہا

ہست چہاں سخن رو سر کو نقطہ ہا ش جوں در قی انفعال در تیش آمدہ
 حمزہ حملت بہ سبب بُرخِ گلشن ازو ہر چہیں را ز موج چیں کھیں آمدہ
 جلد بہ باب ہست ہر ورقِ این کتاب معنی روشن درو ماہ میں آمدہ

تذکرہ فائق است خوب ترین تذکرہ

سالِ تماشش ازین خوب ترین آمدہ

حسرا لیا

ہم رنگ تخلص میر عزیر اللہ مام مزارش در سبکی واقع است دیگر جالش بوضوح
 نہ بیوستہ کہ در چہ رنگ بودہ ہذا من انکار ہ
 وہ قاتل مست مے اور فوج عمرہ ستا میں تھا بچا یا حق نے در نہ آج یہ ہم رنگ سسل تھا

جوں گرد راہ چلنے میں دامن سے لگ گیا گو تو سفر میں ٹھکونہ ہمراہ لے گیا

حسرا لیا

یعقوب الموسوم بہ یعقوب علی خاں حلیف محمد علی خاں ارطالغہ افاعتہ بدرین
 اربلدہ آرام پور آمد در سرکار گائیکوڑ متعلق گردیدہ بحفاظت و حراست قصبہ دہیوی لمور
 سندوے دریں قواح تولد و لٹو نمایا متہ بعد فوت پدرش والی پرودہ حائے کبرائے والدہ
 بود را و مسلم داشت در فارسی و گجراتی بہارت تالیفہ دارد خصوص در موسیقی ملند آوارہ
 ار را قم تعارف جاری است میں کلامہ

یعقوب نہ کیوں رکھے غیر اس کی گلی کو یوسف سے ہزاروں ہی جہاں ہیں نظر آئے

خاتمتہ

المستہ اللہ کرایں سواد شیریں مقال رلور انصر لم پوئید و سر ملہ احتتام در چشم کشید کہ
 لصدار و کرتبہ نفاذ زرح کرکتود و سر پایہ سرور دل منتظران فردیک و دورا و فر و بیعی ادراقی
 جمد جمع آمد کہ تاہا دن حادثہ ایر حروفن سحر بہ دازی و کرتبہ سخی تسخیر دل تماشا بیان خود پرور
 نمودہ و ماہین سطورتش حبتہ ایست شیریں کہ نشہ بیاں فرما دمنق را سیرا لید راحتہ جہاں را
 سر لبت معراج کمال محصل و نون رافتن آرزو زب صحنہ دل جھینے است بدار گلہائے دقائق شگفتہ

برنگینی نظم و شعر بردہ سبق برگلیں بنیادِ فردوس
اگر اہلِ حیا بینند این را بنا خوبی کنند قرارِ فردوس
لب اہلِ سخن در سالِ افتاد
بایں ہستاں ہدا گلزارِ فردوس

ولہ تاریخ ثانی

بیا فکرِ عالی سے متایق کی جب محبتِ تذکرہ اک پذیرائے طبع
کھے تو ہمیں تذکرہ ملکہ یہ ایک گلستاں ہے جس کے کھل گئے طبع
وہیں شوقِ لے فکرِ تاریخ کر کے
کہا گلستاں درختِ افزائے طبع
تمت ہذا تذکرہ تاریخ شانزدہم سوال المسکرم روزِ جمعہ ۱۲۲۰ھ ہزار و دو صد و ہفتاد
میں حجۃ المبارک درمیدیکھو ج مآلہام یہ کتاب
و مولف دمالک بن لیکہ است
عبارتے کہ جناب مرزا اسد اللہ خاں صاحبِ بعدِ مطالعہ ایں اوراق
اصلاح آں تحریرِ فرمودہ برائے یادگارے
تحریر می شود

مخدوم دمکر حصرت قاضی محمد نواز الدین حسین خاں بہادر کی خدمت میں عرض
ہے کہ بر خور دار مرزا سہا ل الدین خاں بہادر نے یہ اجراء محکوم سے نظم سے میں نے
بالکل قطع نظر کی۔ کمال صاحب کی ترجو آغاز میں ہے اس کو بھی نہیں دیکھا صرف
آپ کی ترکو دیکھا اور اس کو موافق حکم آپ کے بعض جا درست کر دیا۔ بعض موقع
پر مٹا اصلاح بھی لکھ دیا ہے۔ مجکو یہ یا یہ ہیں کہ آپ کی تشریں دخل کروں

ولہ تاریخ ثانی

اک میرے مہربان فضیلت شعار ہیں جن کی تسخیم لطف سے گجرات ہے تار
 ہے قلعہ بھڑوچ کہ اس سے کدہ رواج وہاں نزدیک کو فخر ہے پاؤں ہی حصار
 یوں مسند قضا کے شریعت کو اُن سے زریب جوں آسمان کو مہر سے ہے نور و افتخار
 لے درس تمس مازعہ کا اس سے آفتاب بیضا و می سحر کو پڑھے اُن سے روزگار
 ہے نور دین احمد مختار ان کی ذات ہے ان کے نام نامی سے معنی یارِ تنکار
 اس بحرِ علم و علم کی آئی جو جی میں لہر کی موج جز طبع رواں کو جو ایک بار
 گجرات کے لکھا شعر کا یہ تذکرہ کیا تذکرہ حریت دہرائے آبدار
 کی اُن نے شاعروں کو حیاتِ ادعطا حضورِ مسیح سے بھی نہ ہوتا کبھی یہ کار
 سچو میں اس کو کیوں کہوں گیتن بہشت ہو گا کبھی خزاں کا ہیں اس میں دلِ بار
 ہے اس کا ہر ورق درق گل سے بھی دروں کھٹکے کسی کو اس میں نہیں کوئی ایسا خار

گدرا نہ چاہئے سرِ لعلات سے بولیں

تاریخ مصنف ہے عیاں باغِ نو بہار

قطعہ تاریخ از شیخ نجم الدین مشتاق

ہم بہستانِ گلہارا حراں است نہ این معنی است در عالم ہفتہ
 ولے این محرنِ شعر کے ضایق نہ باغ است بلکہ مرورِ ایدہ مست

یہ ہیں بجز ال گلدستہ تاریخ

جمن گھٹا نکل تازہ شگفتہ

قطعہ تاریخ از میاں علی شوق

بر مجموعہ رنگینِ ضایق خشک گوئی کہ شد بارِ فردوس

یہ فوج الامر فوق الاربع حکم بجایا ہوں۔ مرحبا آفریں بخدا خوب
نشر لکھی ہے اللہ سبحانہ آپ کو مدراج اعلیٰ کو پہنچا دے اور سلامت رکھے۔

مرقومہ دو شنبہ ۱۴ جولائی ۱۸۶۲ء عیسوی

خوشنودی احباب کا طالب

غالب

Anjuman-e-Taraqqi-e-Urdu Series No. 71

Makhzan-i-Shuara

A Biographical Anthology of Urdu Poets of Gujrat

by

QAZI NURUDDIN HUSAIN KHAN RIZVI FAIQ

Edited by

MOULVI ABDUL HAQ B. A. (ALIG.)

— — — — —

Printed at the Jamia Press, Delhi

1933